www.ataunnabi.blogspot.com
۷۸۶
۹۲
تزکیۂ نفس اور حسنِ معاشرت پر ایک معرکۃ الآرا تصنیف
انوارِ ہدایت
تالیف لطیف:
حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری مفتی
الحاج صوفی محمد صابر القادری الرضوی النوری فیضی صاحب قبلہ
صدر المدرسین جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج بارہ بنکی
حسب خواہش:
حضرت علامہ مولانا انوار احمد صاحب قبلہ نعیمی جلالپوری
صدر المدرسین دار العلوم بہار شاہ فیض آباد یوپی
www.izharunnabi.wordpress.com

۷۸۶
۹۲

تزکیۂ نفس اور حسنِ معاشرت پر ایک معرکۃ الآرا تصنیف

انوارِ ہدایت

تالیف لطیف

حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری
مفتی الحاج صوفی محمد صابر القادری الرضوی النوری فیضی صاحب قبلہ
صدر المدرسین جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج بارہ بنکی

پیش نوشت

حضرت علامہ مولانا انوار احمد صاحب قبلہ نعیمی جلالپوری
صدر المدرسین دار العلوم بہار شاہ فیض آباد یوپی

ناشر

صاحبزادۂ گرامی حضور صوفی ملت ڈاکٹر محمد امجد رضا قادری
صوفی کالونی، فیض آباد یوپی

۷۸۶
۹۲

نام کتاب : انوار ہدایت
نام مؤلف : حضرت مولانا مفتی الحاج صوفی محمد صابر القادری النوری
تصحیح : حضرت مولانا قاری محمد نعیم الدین صاحب قادری
کمپیوٹر کمپوزنگ : پرنٹ ایکسیز (نورین احمد) 8090033444
سن اشاعت : ۱۴۳۷ھ - ۲۰۱۶ء
تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)
قیمت : ۱۲۰ روپے
ناشر : صاحبزادۂ گرامی حضور صوفی ملت
ڈاکٹر محمد امجد رضا قادری، صوفی کالونی، فیض آباد

- مکتبہ رحمانیہ، درگاہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف
- جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی، یوپی
- دار العلوم بہار شاہ محلہ قندھاری بازار، شہر فیض آباد، یوپی اودھ
- مدرسہ اسلامیہ حسینیہ ارواواں پوسٹ موتی نگر، ضلع فیض آباد
- مدرسہ دار العلوم عارفیہ قصبہ زید پور، بارہ بنکی
- نوری کتب خانہ قیصر گنج، ضلع بہرائچ

عرض مؤلف

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۔ اَمَّا بَعْدُ!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

تصنیف وتالیف کے لئے جن وسائل وذرائع کی ضرورت ہے ان وسائل وذرائع کے لئے ہمارے پاس اسباب نہیں ہیں ۔ایک کتاب ترتیب دینے کے لئے کتنی کتابوں کے ماٰخذ ومراجع کی ضرورت پڑتی ہے وہ ایک مولف ومصنف ہی جان سکتا ہے ۔

حضرت علامہ مولانا انوار احمد نعیمی جلالپوری صدر المدرسین دارالعلوم بہارشاہ فیض آباد بار بار اصرار اور تقاضہ کرتے رہے میں ان باتوں کو سنتا تھا اور محسوس کرتا تھا کہ حضرت جس کام کے لئے اصرار کر رہے ہیں وہ کیسے پورا کیا جا سکتا ہے میرے پاس کتابوں کا اتنا ذخیرہ ہی نہیں ہے کہ ان سے مواد فراہم کروں پھر انھوں نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اتنی زیادہ کتابیں میں کہاں سے فراہم کروں گا جو پورے مضامین کا احاطہ کر سکے آپ گھبرایئے نہیں صرف حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف ہی سے ماخوذ اور اقتباس کر کے کتاب کی تکمیل کر سکتے ہیں ۔

ان کے بتائے ہوئے اصول وضابطہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کتاب کی ابتداء کر دی جو آج الحمدللہ پوری ہوگئی ہے ۔

میرے دل کو اس وقت بہت ہی خوشی ،مسرت اور شادمانی حاصل ہوئی جب اس کتاب کی تکمیل ہوگئی ۔اور میری سمجھ میں یہ بات آگئی کہ اگر دینی کام کے لئے صرف عزم

وارادے مضبوط ہو جائیں تو کام کرنے کے لئے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں ۔

کتاب کی تکمیل کے بعد کتاب کی اشاعت کا بھی ایک عظیم مرحلہ ہوتا ہے ۔اللہ کے کرم اور اس کے رسول کی نوازش اور بزرگان دین کے فیوض وبرکات سے یہ مراحل بھی بہت ہی آسانی سے حل ہو گئے ۔

کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اب آپ کو اندازہ لگانا ہے کہ میں اپنی کوشش میں کس حد تک کامیاب وکامران ہوں ۔بزرگوں اور علمائے کرام سے گزارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کوئی خامی یا لغزش معلوم ہو تو برائے کرم مطلع فرما کر شکریہ کا موقع عنایت کریں اور حقیر سراپا تقصیر کے لئے فوز وفلاح کی دعائیں فرمائیں ۔

فقط

العارض فقیر محمد صابر القادری غفرلہٗ
صدرالمدرسین جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج بارہ بنکی
Mob. : 09415917892, 09565048161
E-mail : m.sabir0786@gmail.com

شرفِ انتساب

میری یہ کاوش اس قابل نہیں ہے کہ کسی مکرم ومحترم ذاتِ گرامی کی جانب انتساب کیا جائے مگر اس حیثیت سے انتساب ضروری قرار پاتا ہے کہ یہ محنت کسی بلند وعالی مرتبت ذات ستودہ صفات سے شرف انتساب پا کر اپنے اندر جامعیت وکمال حاصل کرے۔

اسی بناء پر میں وقت کے عالی ہمت بلند مرتبت محاسن علمیہ وعملیہ کے جامع حضور پیرومرشد تاجدار اہلسنّت نورالاسلام والمسلمین سرکار مفتیٔ اعظم ہند چودہویں صدی کے مجدد حضرت علامہ مولانا مصطفیٰ رضا خانصاحب دامت فیوضاتہم العالیہ نوراللہ مرقدہٗ کی جانب منتسب کرتا ہوں جن کے روحانی فیوضات نے میری زندگی میں انقلاب پیدا کیا اور اس ذرہ ناچیز کو کسی کام کا بنایا۔

ساتھ ہی ساتھ اپنے والدین کریمین کے نام منتسب کرتا ہوں جن کی دعائے سحر گاہی نے مجھے تدریس، تصنیف وافتاء کے لائق بنایا۔ دعا ہیکہ مولیٰ تعالیٰ ان کی قبروں پہ رحمت وانوار کی بارش برسائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فقیر محمد صابر القادری نوری غفرلہٗ

حمد

از: تاجدار اہلِ سنت حضور مفتیٔ اعظم ہند نوراللہ مرقدہٗ

لا موجود الا اللہ — لا مشہود الّا اللہ
لا مقصود إلّا اللہ — لا معبود إلّا اللہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللہِ

ہے موجود حقیقی وہ — ہے مشہود حقیقی وہ
ہے مقصود حقیقی وہ — ہے معبود حقیقی وہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللہِ

حسبی ربی جل اللہ — ما فی قلبی الّا اللہ
حق حق حق اللہ اللہ — رب رب رب سبحان اللہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللہِ

کھاتا پیتا سوتا نہیں — اس کا رشتہ ناتا نہیں
اس کا پتا اور ماتا نہیں — اس کے جو رو جاتا نہیں
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللہِ

میں ہوں بندہ وہ مولیٰ — کون ہے اپنا اس کے سوا
میں ہوں اس کا وہ ہے مرا — جس نے بنایا اور پالا
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللہِ

آنکھوں میں وہ ہے سر میں وہ — دل میں وہ ہے جگر میں وہ
سمع میں وہ ہے بصر میں وہ — طبع میں وہ ہے فکر میں وہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللہِ

نور میں وہ ہے نظر میں وہ — شمس میں وہ ہے قمر میں وہ
ابر میں وہ ہے گہر میں وہ — کوہ میں وہ ہے حجر میں وہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللہِ

جلوے اس کے ہیں ہرجا — ذات ہے اس کی جا سے ورا
قدرت سے وہ ان میں ہوا — ذات میں وہ ہے سب سے جدا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

اپنے کرم سے رب کریم — ہم پہ کیا احسان عظیم
بھیجا ہم میں بفضل عمیم — بحر کرم کا در یتیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

اپنے مظہر اوّل کو — اپنے حبیب اجمل کو
پہلے نبی افضل کو — پہلے مرسل اکمل کو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

موجِ اوّل بحر قدم — موج آخر بحر کرم
سب سے اعلیٰ اور اعظم — سب سے اولیٰ اور اکرم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

ایسی فضیلتیں ان کو دیں — جن کا مثل امکاں میں نہیں
روحِ روانِ خلد بریں — نخل جہاں کے اصل متیں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

جن کو بنایا اپنے لئے — سب کو بنایا جن کیلئے
کب انہیں دے کے ان سے لئے — پر سب چھوڑے تیرے لئے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

مولیٰ دل کا زنگ چھڑا — قلب نوری پائے جلا
دل کو کردے آئینہ — جس میں چمکے یہ کلمہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰمَنَّا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ

نعت شریف

از: تاجدار اہل سنت حضور مفتیٔ اعظم ہند نوراللہ مرقدہٗ

تو شمع رسالت ہے عالم ترا پروانہ — تو ماہِ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ
جو ساقیٔ کوثر کے چہرے سے نقاب اٹھے — ہر دل بنے میخانہ ہر آنکھ ہو پیمانہ
دل اپنا چمک اٹھے ایمان کی طلعت سے — کر آنکھیں بھی نورانی اے جلوۂ جانانہ
سرشار مجھے کردے اک جامِ لبالب سے — تا حشر رہے ساقی آباد یہ مے خانہ
ہر پھول میں بو تیری ہر شمع میں ضو تیری — بلبل ہے ترا بلبل پروانہ ہے پروانہ
کھاتے ہیں ترے در کا پیتے ہیں ترے در کا — پانی ہے ترا پانی دانہ ہے ترا دانہ
سنگِ درِ جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی — سجدہ نہ سمجھ زاہد سر دیتا ہوں نذرانہ
گر پڑ کے یہاں پہونچا مر مر کے اسے پایا — چھوٹے نہ الٰہی اب سنگِ درِ جانانہ
وہ کہتے نہ کہتے کچھ وہ کرتے نہ کرتے کچھ — اے کاش وہ سن لیتے مجھ سے مرا افسانہ
سنگِ درِ جاناں ہے ٹھوکر نہ لگے اس کو — لے ہوش پکڑ اب تو اے لغزشِ مستانہ
آباد اسے فرما ویراں ہے دلِ نوری — جلوے ترے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

سرکار کے جلووں سے روشن ہے دلِ نوری
تا حشر رہے روشن نوری کا یہ کاشانہ

کتاب انوار ہدایت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْبَعِ الْاَنْوَارِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْيَارِ۔ اَمَّا بَعْدُ! بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

محب گرامی وقار حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی الحاج صوفی محمد صابر القادری صاحب قبلہ صدر المدرسین جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج بارہ بنکی ہمارے دیرینہ اور مخلص دوست و احباب کے صف میں مانے جاتے ہیں ان کو بہت ہی قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا رہا ہے۔آپ کے سینے میں مسلک کا درد بہت حد تک پایا جاتا ہے۔

طویل عرصے سے میں ان سے گذارش کرتا رہا کہ کوئی کتاب ایسی ترتیب دیجئے کہ جو قوم مسلم کی فلاح و بہبود کے لئے کافی ہو۔ بار بار کے اصرار اور تقاضے کا پاس ولحاظ کر کے حضرت نے کتاب انوار ہدایت ترتیب فرمائی ہے۔

فہرست مضامین دیکھ کر کے ہی قاری اندازہ لگالے گا کہ اس کتاب میں کتنی مفید چیزیں درج کی گئی ہیں جدید روش سے ہٹ کر کے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صرف قرآن واحادیث اور بزرگوں کے ارشادات کی روشنی میں ہی عنوان کی تکمیل کی گئی ہے۔

کتاب کے اوراق گرداننے جائیں گے اور مضامین کی تاثیر اور لذتیں آپ کو محسوس ہوتی جائیں گی طویل مضمون اور طویل تشریحات سے بالکل اجتناب کیا گیا ہے۔

الحمدللہ حضرت مؤلف موصوف نے اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود اس کتاب کو سجانے اور سنوارنے کا پورا پورا حق ادا کر دیا ہے۔

اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا ضرور بالضرور اپنے اندر انقلاب پیدا کئے بغیر نہیں

رہ پائے گا خلوص اور نیک نیتی سے جو بھی کام کیا جاتا ہے اس کا اثر ضرور بالضرور ہوتا ہے۔

حضرت صوفی صاحب قبلہ بار بار فرمایا کرتے تھے کہ میں اس میدان کا آشنا کار نہیں ہوں میں نے اس راہ میں کبھی بھی چلنے کی کوشش نہیں کی ہے میں کیسے اس کام کو انجام دے پاؤں گا میں بار بار کہتا رہا حوصلہ بڑھایئے انشاء اللہ تعالیٰ بزرگوں کے کرم سے آپ اس خار دار جنگل سے بھی حسن اسلوبی سے گذر جائیں گے۔مطالعہ کرنے والے حضرات خود ہی اندازہ لگالیں گے کہ حضرت صوفی صاحب قبلہ کس حد تک کامیاب وکامران ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی کتاب کو مقبول فرمائے آمین آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

فقط

انوار احمد نعیمی جلالپوری

صدر المدرسین دار العلوم بہار شاہ فیض آباد یوپی۔

جانشین سرکار مسولی حضور گلزار ملت

حضرت علامہ الحاج سید شاہ **گلزار اسمٰعیل** واسطی قادری رزّاقی اسمٰعیلی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ و سربراہِ اعلیٰ الجامعۃ الاسمٰعیلیہ مسولی شریف، ضلع بارہ بنکی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

زیر نظر کتاب ''انوار ہدایت'' حضرت علامہ مولانا حافظ وقاری مفتی الحاج صوفی محمد صابر القادری صاحب قبلہ قادری کے سلسلۂ تصنیف وتالیف کی ایک خوبصورت کڑی ہے جو رشد وہدایت کی راہ چلنے والے برادران اسلام کی رہنمائی کیلئے مؤلف نے اس کتاب کو چراغ منزل کی حیثیت سے پیش فرمایا ہے۔ کتاب کو بالاستیعاب پڑھا، درود شریف کی فضیلت، اور خوفِ الٰہی، ذریعہ نجات کیا ہے، مومن اور منافق کا فرق، غرض کہ سارے مضامین، نہایت سلیس، ایجاز واطناب کے اعتبار سے عمدہ ہے۔ آپ کا یہ ایک جذبہ جنوں ہے جو مصروفیات درس وتدریس اور معاشی زندگی کے باوجود تصنیف وتالیف کے خار دار وادی میں صحرا نوردی کی ہے۔ حضرت مولانا نے اسکی ترتیب وتالیف میں بڑی کوشش اور جدو جہد کی ہے جس کی خوبی حسن ترتیب سے ظاہر ہے۔

میری دعاء ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو مقبول عوام اور افادۂ انام فرمائے اللہ تعالیٰ ان کی یہ خدمت علم قبول فرمائے اور انہیں اور قوم کو اس سے خوب سے خوب متمتّع کرے اور مزید توفیق مرحمت فرمائے اور یہ خدمت، سرمایۂ ملت میں شمار ہو اور سعادت دارین نصیب ہو۔ آمین۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر قادری سید شاہ گلزار اسمٰعیل واسطی قادری رزاقی اسمٰعیلی غفرلہٗ الاحد

بتاریخ ۳؍دسمبر ۲۰۱۴ء

جمال العلماء گل گلزار رضویت پیر طریقت رہبر راہ شریعت ناشر مسلک اعلیٰحضرت مرشد اجازت

حضرت علامہ **محمد جمال رضا خاں** صاحب رضوی نوری، نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند بریلی شریف

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ!

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احسان عظیم ہے کہ آج بھی اہلسنت وجماعت میں وہ بیدار ذہن علماء ہیں۔ جو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے تحریر وتقریر کے ذریعہ عوام وخواص کے عقیدے وعمل کی اصلاح فرماتے رہتے ہیں۔ اور وقت کی ضرورت کے مطابق عقیدے وعمل کی اصلاح کیلئے اپنے قلم کو قرطاس پر دوڑاتے رہتے ہیں ایسے ہی ذمہ دار علماء کی فہرست میں نمایاں نام حضرت مولانا مفتی صوفی محمد صابر القادری رضوی نوری کا ہے۔ جو فیض آباد میں مقیم رہ کر مدرسہ جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج، ضلع بارہ بنکی میں درس وتدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شہر فیض آباد کے ایک جلیل القدر عالم دین حضرت علامہ مولانا انوار احمد صاحب قبلہ نعیمی پرنسپل دارالعلوم بہار شاہ فیض آباد کی فرمائش پر موصوف نے ایک معرکۃ الآرا کتاب بنام انوار ہدایت تصنیف فرمائی۔ فقیر کی نظر سے یہ تصنیف گذری جسے بسم اللہ کے فضائل سے آغاز فرما کر چار عمدہ طریقے پر اس کتاب کا اختتام کیا ہے۔ بلا شبہ اس نفع بخش تصنیف میں درج اعمال کی روشنی میں زندگی گذار کر ایک مسلمان روحانیت کی اعلیٰ منزلوں کو طے کرسکتا ہے اور اللہ کی توفیق سے گناہ صغیرہ وکبیرہ سے محفوظ رہ سکتا ہے اور دنیا میں عزت کی زندگی جی کر آخرت میں اللہ ورسول کی رضا کے ساتھ انبیاء کا پڑوسی بننے کا شرف حاصل کرسکتا ہے نیز گھریلو اور سماجی اختلافات سے بھی اس کتاب کی روشنی میں زندگی گذار کر محفوظ رہ سکتا ہے۔ اللہ اور رسول اس کتاب کے ہر حرف کو اپنے حضور میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور مصنّف کو اس کار خیر پر اپنی شان کے مطابق اجر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر **جمال رضا خاں** قادری نوری رضوی

آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف

مورخہ ۳؍مارچ ۲۰۱۶ء

فہرست مضامین انوارِ ہدایت

اسلامی آداب معاشرت میں بسم اللہ شریف پڑھنے کی بڑی اہمیت ہے اور ہر جائز کام کی ابتدا بسم اللہ پڑھکر کرنے کی بڑی فضیلتیں حدیث شریف میں وارد ہیں ۔اور خود رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ کھانا کھانے پانی پینے وضو کرنے جانور ذبح کرنے غرض اس قسم کے سارے کاموں کی ابتداء بسم اللہ سے کرتے اور یہی سبق آپ نے امت مسلمہ کو دیا کہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کرو بلکہ یہاں تک فرمایا کہ دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لیکر چراغ گل کرو تو اللہ کا نام لیکر برتن ڈھانپو تو اللہ کا نام لیکر اور اپنی مشک کا منھ باندھو تو اللہ کا نام لیکر غرضیکہ چھوٹا بڑا ہر کام کرتے وقت بندۂ مومن خدائے رحمٰن کا نام لینا اپنی عادت بنالے تاکہ اس کی برکت سے مشکلیں آسان ہوجائیں۔

اور یہ بھی ہے کہ جو شخص کسی کام کو اپنے خدائے رحمٰن کا نام پاک لیکر شروع کرتا ہے اس کا توکل اللہ کی تائید ونصرت پر پختہ ہوجاتا ہے۔اور وہ عملاً اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ میرا خمیر پاک ہے میری نیت مخلصانہ ہے میرا مقصد اعلیٰ ہے اور میں اسی وحدہٗ لاشریک کا پرستار ہوں جس کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوتا اور میرا بھروسہ اللہ ہی کی ذات پاک اور اس کی رحمانیت اور رحیمیت کی صفات پر ہے۔

غرض بسم اللہ سے بڑھ کر قوت بخش اور اس سے زیادہ روح واخلاق کو بلند کرنے والا اتنا آسان ایسا مختصر اور ذکر نہیں ہے۔ہر مباح کام بسم اللہ سے شروع کرنا مستحب ہے اور ناجائز کام پر بسم اللہ پڑھنا مکروہ وممنوع ہے بلکہ لہو ولعب کے موقع پر سخت قبیح اور قریب بہ کفر ہے۔

صحبت کے وقت میاں بیوی دونوں بسم اللہ شریف ضرور پڑھ لیا کریں ورنہ بچے

پر شیطان کی شمولیت ہو جاتی ہے، جو اس کو زندگی بھر رسوا کرتی رہتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب بچہ مکتب میں بٹھایا جاتا ہے اور معلم اس کو پہلے پہل کہتا ہے کہ کہو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بچہ یہ کلمہ زبان پر لاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بچے اور اس کے ماں باپ اور استاذ کو عذاب دوزخ سے نجات دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب تم کھانا کھانے بیٹھو تو کھانے سے پیشتر بسم اللہ پڑھ لو اگر کوئی کھانے سے پہلے یہ کلمہ زبان پر نہیں لاتا تو اس کے ساتھ کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے۔ اور جب درمیان میں بسم اللہ کہہ لیتا ہے تو باقی کھانے سے شیطان ہٹ جاتا ہے اور اس سے پہلے ساتھ کھائے ہوئے کھانے کو قے کر ڈالتا ہے۔ اور وہ شخص گویا از سر نو کھانا شروع کرتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے کیلئے دس لاکھ رتبے بلند کرتا ہے اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف کر کے دس لاکھ نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھتا ہے اور اگر وہ شخص اس روز مر جائے تو شہید ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ تمام اعمال نیک کے سردار اور سب سے بڑھ کر افضل تین عمل ہیں۔ (۱) اپنی ذات کے متعلق آدمی کو انصاف سے کام لینا۔ (۲) اپنے بھائی کے ساتھ اس کے مال و دولت میں غمخواری کرنا۔ (۳) ہر حال میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ورد رکھنا۔ فرزند آدم کو عذاب الٰہی سے نجات بخشنے والا قیامت کے دن اس سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں کہ اکثر زبان پر بسم اللہ الرحمن الرحیم جاری رکھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دس چیزوں کو دس چیزوں سے رونق بخشی ہے۔ (۱) آسمان کو چاند سورج اور ستاروں سے (۲) فرشتوں کو حضرت جبریل علیہ السلام سے (۳) بہشت کو حور و قصور سے (۴) پیغمبروں کو حضور اقدس ﷺ سے (۵) دِنوں کو جمعہ سے (۶) راتوں کو لیلۃ القدر سے (۷) مہینوں کو رمضان المبارک سے (۸) مساجد کو

کعبہ شریف سے (۹) کتابوں کو قرآن حکیم سے (۱۰) قرآن کو بسم اللہ الرحمن الرحیم سے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص خلوص دل سے بسم اللہ الرحمن الرحیم زبان پر لائے اللہ تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ اور اس کو دن و رات میں عبادت و سخاوت کی توفیق عطا فرمائے گا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی بندہ مومن صدق دل سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو حکم دیتا ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں اس کے لئے چار لاکھ رتبے درج کریں اور اسکی چار لاکھ بدیاں مٹا دیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص وضو کرتے وقت ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے تو اس کے گناہ اگرچہ چالیس ہزار برس کے بھی ہوں معاف کر دیے جائیں گے، اور دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے تو اللہ تعالیٰ اسکے گناہ اگرچہ ساٹھ ہزار برس کے ہوں معاف فرما دے گا اور اس پر جانکنی آسان ہو جائیگی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص محبت سے ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اللہ تعالیٰ اس کے اگرچہ اسی (۸۰) برس کے گناہ ہوں گے معاف فرما دے گا اور اس کی قبر میں دنیا کے برابر فراخی ہوگی۔ اور قیامت تک وہ قبر روشن رہے گی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص عظمت کے ساتھ ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اگرچہ ایک لاکھ برس کے ہوں معاف فرما دے گا اور وہ شخص بجلی کی طرح پل صراط سے گذرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا جو شخص ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بہشت میں ستر ہزار لونڈیاں اور غلمان اور ستر ہزار حوریں اور بارہ ہزار تخت سونے چاندی یاقوت و جواہر سے جڑے ہوئے جن

میں ہر ایک کا طول پانچ سو برس کی راہ کا ہوگا اور اسی قدر اس کے فرش ہوں گے عطا کرے گا اور اس کو ستر محل دیئے جائیں گے جن میں ہر ایک کا طول وعرض اس دنیا کے برابر ہوگا اس کے محل کی کھڑکیوں کے نیچے سے سات نہریں جاری ہونگی۔

(۱) صاف شہد کی (۲) سفید دودھ کی (۳) خالص پانی (۴) خوش مزہ شراب کی (۵) اس رحیق مختوم کی جو مشک سے سربمہر ہے (۶) سلسبیل کی (۷) تسنیم کی

شرعۃ الاسلام میں ہیکہ اگر کہیں زمین پر کوئی کاغذ کا پرچہ پڑا ہو جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہو اور کوئی شخص ادب کی وجہ سے اس کاغذ کو اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو اپنے دوستوں میں داخل کرے گا اور اس کے ماں باپ کو عذاب قبر سے نجات دے گا اور اس کو شہیدوں کے زمرے میں قیامت کے دن اٹھائے گا۔ ضحاک نے ابوجعفر سے حفص کی تفسیر کے حوالے سے روایت کی ہے کہ جس وقت قرآن پاک حضور اقدس ﷺ پر نازل ہوا تو اس میں تینوں آسمانی کتابوں یعنی تورات، انجیل، زبور، اور تمام آسمانی صحیفوں کی برکت داخل کی گئی اور قرآن پاک کی ساری برکت سورۃ الحمد کو دی گئی اور سورۂ فاتحہ کی تمام برکت اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم میں داخل فرمائی تو جس نے اخلاص اور صدق دل سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی تو گویا اس نے تمام آسمانی کتابیں اور صحیفے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر نازل فرمائے ہیں ختم کئے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جس طرح اپنی پیدائش کے دن تھا اور مرنے کے وقت اس کی زبان پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ جاری ہوگا۔

صلوٰت مسعودی میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ ہر وقت اور ہر گھڑی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا کرو کیونکہ اس کلمے میں انیس حروف ہیں جو خلوص نیت سے اس کلمہ کو زبان پر لائیگا اللہ تعالیٰ اس کو ان فرشتوں سے دور رکھے گا جو عذاب دوزخ پر مؤکل ہیں اور ان کی تعداد انیس ہے جو شخص اپنی تمام عمر میں سات بار بسم اللہ کہے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے ساتوں طبقوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور وہ شخص

قیامت کے دن تمام مخلوقات کے سامنے محمد رسول اللہ ﷺ کے ستر گناہ گاروں کی شفاعت کریں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ جو شخص وضو کر کے قرآن مجید میں سے انیس حرف یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم زبان پر لائے اس کو انیس نیکیاں اللہ تعالیٰ کے یہاں ملیں گی دس دنیا میں نو آخرت میں۔

دس نیکیاں یہ ہیں۔ (۱) اس کی زندگی میں برکت ہوگی (۲) لوگ اس کی عزت کریں گے (۳) ذکر الٰہی میں اس کی عمر دراز ہوگی (۴) اس کے مال اور اس کے جسم کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (۵) عبادت الٰہی یعنی روزہ، نماز اور سخاوت وغیرہ میں وہ کبھی سستی نہ کرے گا۔ (۶) اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کی زبان کو سچی کرے گا اور وہ کبھی جھوٹ نہ بولے گا غیبت اور بہتان وغیرہ کا مرتکب کبھی نہ ہوگا جس کی وجہ سے اللہ اس کو داخل بہشت کریگا۔ (۷) کسی گناہ کبیرہ اور نشہ وغیرہ کی طرف وہ رخ نہ کرے گا۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی سزائے تازیانہ سے محفوظ رکھے گا۔ (۸) ہر وقت وہ کسب حلال پیدا کرے گا۔ (۹) نماز میں اس کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوگی۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ اس کو نیک بخت اور ہونہار لڑکا عطا کرے گا جو علم دین حاصل کرے گا۔ اور اپنے ماں باپ کیلئے دعائے مغفرت کرے گا۔

اور وہ نو نیکیاں جو اس کو مرنے پر حاصل ہونگی وہ یہ ہیں۔ (۱) مرنے کے بعد جانکنی کی سختی اس پر آسان کرے گا۔ (۲) دنیا سے وہ ایمان کے ساتھ اٹھے گا اور نزع کے وقت شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا۔ (۳) مرنے کے بعد اس کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوگا۔ (۴) قبر میں منکر نکیر کے سوال کا جواب اس پر آسان ہوگا۔ (۵) دنیا سے دو حصے زیادہ اس کی قبر میں فراخی ہوگی۔ (۶) صبح وشام اس کی قبر کی زیارت کے لئے ستر لاکھ فرشتے آئیں گے اور اس کے لئے نیکیاں لکھا کریں گے اور قیامت تک لکھا کریں گے۔ (۷) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا صبر کرنے والوں کیساتھ حشر کرے

گا۔(۸)اس کا نامہ اعمال قیامت کے دن اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا۔(۹) پل صراط سے بجلی کی طرح گذر جائیگا اور اپنے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بہشت میں جائیگا۔

کتاب سمٰوٰت کبریٰ میں درج ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جو شخص کامل طور سے وضو کرتا ہے ایک بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فوراً اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان کے فرشتے عرش کے نیچے ایک مقام پر سجدہ کرتے ہیں، اور اس مقام کا نام روضۃ الرضوان ہے۔ پھر سجدہ سے سر اٹھا کر قیامت تک اس شخص کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ایک دم بھی غافل نہیں ہوتے۔ بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم حضرت جبریل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھی ہوئی ہے۔ اور لفظ اللہ کی "ہ" حضرت میکائیل علیہ السلام کی پیشانی میں اور لفظ رحمن کی میم حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر اور الرحیم کی میم حضرت عزرائیل علیہ السلام کی پیشانی پر، تو جو شخص بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک بار زبان پر لاتا ہے تو یہ چاروں مقرب فرشتے اور ان کے ساتھ اور تمام فرشتے حرکت میں آجاتے ہیں اور اس شخص کے حق میں استغفار اور دعائے خیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو جاؤ میں نے اپنے بندے کو اس کلمہ کا پورا ثواب دے دیا جسے وہ زبان پر لاتا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ خداوندا ہم کو کیونکر سکون ہو اور ہم یہاں سے کیونکر جائیں جب تک کہ تو اس کلمہ کے کہنے والے کو بخش نہ دے۔ جناب باری تعالیٰ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اے فرشتو سنو جس وقت میرے بندے نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی تو وہ ابھی پورے الفاظ ادا بھی نہ کر چکا تھا کہ میں نے اسے بخش دیا تو اس شخص کے سر پر سے تمام گناہوں کا بار اٹھا لیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں لکھ دیتا ہے کہ اس کو دوزخ سے نجات دی جائے اور بہشت میں داخل کیا جائے۔

جب کوئی مشکل درپیش ہو تو بسم اللہ الرحمن الرحیم بطہارت کامل سات سو چھیاسی بار(۷۸۶) بار سات روز تک پڑھے ہر مشکل کام آسان ہو اور اگر ہمیشہ ورد میں ہو تو کسی

دوسرے عمل کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

بعد نماز فجر ایک ہزار پانچ سو مرتبہ جس مطلب کے واسطے پڑھے وہ بر آئے۔ کیونکہ اکابرین فرماتے ہیں کہ یہی اسم اعظم ہے۔

ترک حیوانات کرکے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو دریا کے کنارے بعد نماز فجر بارہ ہزار بار اور بعد نماز مغرب بارہ ہزار بار پڑھے اول آخر ۴۱/۴۱ بار درود شریف ضرور پڑھا جائے یہ طریقہ ہر اہم سے اہم حاجت کے لئے مجرب ہے کشائش رزق کے لئے کافی مجرب ہے۔

تسخیر حکام و حصول دولت و منصب وعزت کیلئے جمعرات کو روزہ رکھے اور چھوہارے سے افطار کرے بعد نماز مغرب بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک سو اکیس مرتبہ پڑھے بعد اس کے نماز عشاء پڑھ کر سونے کی نیت سے لیٹے اور نیت روزے کی کرکے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا شروع کرے یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے سو رہے جب صبح ہو اور روز جمعہ ہو تو نماز فجر پڑھ کر بسم اللہ شریف کو ایک سو اکتالیس بار پڑھے اور اس طرح سے بسم اللہ کو زعفران اور گلاب وغیرہ سے لکھے۔ ب س م ا ل ل ہ ا ل ر ح م ا ن ا ل ر ح ی م۔ اور موم جامہ کرکے اپنے بازو پر باندھے اس عمل کو جو کوئی کرے گا لوگوں کی نظروں میں مثل چودھویں رات کے ہوگا۔ اور وقار اس کا سب کے دلوں میں ہوگا۔ چاہیئے کہ نقش کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرے تاکہ ضائع نہ ہو۔ جو کوئی بسم اللہ کو کاغذ پر ایک سو ایک بار(۱۰۱) لکھ کر اپنے کھیت یا باغ میں دفن کرے گا تو وہ کھیت یا باغ ہرا بھرا رہے گا اور غلہ خوب ہوگا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ورد تمام دینی و دنیاوی حاجت کے لئے اکسیر کا حکم خاص رکھتا ہے، اس سے کسی مسلمان کو غافل نہ ہونا چاہیئے۔ وماتوفیقی الا باللہ۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک دانا کا قول ہے کہ جسم کی سلامتی کم کھانے میں ہے اور روح کی بقا کم گناہوں میں ہے اور ایمان کی سلامتی حضور نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنے میں ہے۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کے دونوں بازوؤں کا درمیانی فاصلہ مشرق و مغرب کو گھیرے ہوئے ہے سر اس کا زیر عرش ہے اور دونوں پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں روئے زمین پر آباد خلق کے برابر اس کے پیر ہیں میری امت میں سے جب کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس فرشتے کو اذن الٰہی ہوتا ہے کہ وہ عرش کے نیچے بحر نور میں غوطہ زن ہو وہ غوطہ لگاتا ہے جب بازو باہر نکل کر جھاڑتا ہے تو اس کے پروں سے قطرات ٹپکتے ہیں ذات باری تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتی ہے جو قیامت تک اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمھاری زبان پر تمھارے کلام سے تمھارے دل میں خیالات سے تمھارے بدن میں تمھاری روح سے تمھاری آنکھوں میں نور بصارت سے اور تمھارے کانوں میں قوت سماعت سے زیادہ قریب رہوں تو پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔

ایک آدمی حضور سید عالم ﷺ پر درود نہیں بھیجتا تھا ایک رات اس نے خواب میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی اس آدمی نے عرض کیا کہ کیا حضور مجھ سے ناراض ہیں اس لئے توجہ نہ فرمائی؟ آپ نے جواب دیا نہیں میں تمھیں پہچانتا ہی نہیں ہوں عرض کی گئی حضور مجھے کیسے نہیں پہچانتے حالانکہ علماء کہتے

ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے زیادہ پہچانتے ہیں آپ نے فرمایا علماء نے سچ کہا ہے لیکن تو نے درود بھیج کر اپنی یاد نہیں دلائی میرا کوئی امتی مجھ پر جتنا درود بھیجتا ہے میں اسے اتنا ہی پہچانتا ہوں۔ اس شخص کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی اور اس نے روزآنہ ایک سو مرتبہ درود پڑھنا شروع کر دیا کچھ مدت بعد حضور کے دیدار سے پھر خواب میں مشرف ہوا آپ نے فرمایا اب میں تجھے پہچانتا ہوں اور میں تیری شفاعت کروں گا۔

درود شریف پڑھنے کی برکت:

ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہنے لگی میری جوان بیٹی فوت ہوگئی ہے، میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھ لوں، کوئی ایسی دعاء بتلایئے جس سے میری مراد پوری ہوجائے۔ آپ نے اسے ایک دعاء سکھلائی، اس عورت نے رات میں وہ دعاء پڑھی اور اپنی بیٹی کو خواب میں دیکھا تو اس کا حال یہ تھا کہ اس نے جہنم کے تارکول کا لباس پہن رکھا تھا، اس کے ہاتھوں میں زنجیریں اور پاؤں میں بیڑیاں تھیں۔ عورت نے دوسرے دن یہ خواب حضرت حسن بصری کو سنایا، آپ بہت مغموم ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس لڑکی کو جنت میں دیکھا، اس کے سر پر تاج تھا، وہ آپ سے کہنے لگی آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ میں اسی خاتون کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس آئی تھی اور میری تباہ حالت آپ کو بتلائی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا تیری حالت میں یہ انقلاب کیسے آیا؟ لڑکی نے کہا قبرستان کے قریب سے ایک صالح شخص گذرا اور اس نے حضور ﷺ پر درود بھیجا۔ اس کے درود کو پڑھنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم پانچ سو قبر والوں سے عذاب اٹھالیا۔

نکتہ: غور کرنے کا مقام ہے کہ حضور ﷺ پر ایک شخص کے درود بھیجنے کی برکت سے اتنے بہت سے لوگ بخشے گئے تو کیا وہ شخص جو پچاس سال سے حضور ﷺ پر درود بھیج رہا ہو قیامت میں اس کی مغفرت نہیں ہوگی؟

ارشاد خداوندی ہے

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو یعنی قلب میں خوف خدا پیدا کرو اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کرو۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور انسان دیکھے کہ آئندہ کے لئے آگے کیا بھیجا۔“

مطلب یہ ہے کہ روز جزا کے لئے کیا عمل کیا مفہوم اس کا یہ ہے کہ صدقہ کرو اور اعمال صالحہ کرو تاکہ قیامت کے دن ان کا اجر پاؤ اور اپنے رب سے ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ تمھاری ہر اچھی اور بری بات کو جانتا ہے۔

حضرت فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سات باتوں میں اللہ تعالیٰ کے خوف کا پتہ چل جاتا ہے۔

(۱) اس کی زبان، غلط بیانی، غیبت، چغلی، تہمت، اور فضول بولنے سے محفوظ ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے تلاوت کلام پاک کرنے اور دینی علوم سیکھنے میں مصروف ہو۔

(۲) اس کے دل سے عداوت، بہتان اور مسلمان بھائیوں کی حسد نکل جائے کیونکہ حسد نیکیوں کو چاٹ جاتا ہے۔

جیسا کہ فرمان مصطفوی ہے

”حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“

جاننا چاہئے کہ حسد دل کی رذیل ترین بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے اور دل کی بیماریوں کا علاج صرف علم و عمل سے ہی ہوسکتا ہے۔

(۳) اس کی نظر حرام کھانے پینے سے اور حرام لباس وغیرہ سے محفوظ رہے اور دنیا کی طرف لالچ کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ صرف عبرت پکڑنے کے لئے اس کی طرف دیکھے اور حرام پر تو کبھی اس کی نگاہ بھی نہ پڑے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

جس نے اپنی آنکھ حرام سے بھری اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو آگ سے بھر دے گا۔

(۴) اس کے پیٹ میں حرام غذا نہ جائے یہ گناہ کبیرہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بنی آدم کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑا تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرے گا جب تک کہ وہ لقمہ اس کے پیٹ میں رہے گا اور اگر اسی حالت میں مرے گا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

(۵) جانب حرام دست دراز نہ کرے بلکہ حتی المقدور اس کا ہاتھ اطاعت الٰہی کی طرف بڑھے۔ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز موتی کا محل پیدا فرمایا اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں اس میں وہی داخل ہوگا جس کے سامنے حرام پیش کیا جائے اور وہ خوف الٰہی کی وجہ سے اسے چھوڑ دے۔

(۶) اس کا قدم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ چلے بلکہ صرف اس کی اطاعت وخوشنودی میں رہے عالموں اور نیکوں کی طرف حرکت کرے۔

(۷) عبادت ومجاہدہ کرے۔ انسان کو چاہئے کہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرے ریاکاری ومنافقت سے بچتا رہے اگر ایسا کیا تو یہ ان لوگوں میں شامل ہوگیا جن کے متعلق ارشاد خداوندی ہے ”اور تیرے رب کے نزدیک آخرت ڈرنے والوں کے لئے ہے۔“

اور دوسری آیت میں یوں ارشاد ہے

”بیشک متقی امن والے مقام میں ہوں گے۔“

پس ایمان والو کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے برائی کے کاموں سے منھ موڑے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو۔

ذریعۂ نجات کیا ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرمان الٰہی ہے میں اپنے کسی بندہ پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کرتا جو شخص دنیا میں میرے عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں بے خوف کر دوں گا لیکن جو دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف رہتا ہے میں اسے آخرت میں خوف زدہ کروں گا۔

دقائق الاخبار میں ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا جب اس کے اعمال تولے جائیں گے تو برائیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا چنانچہ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ملے گا اس وقت اس کی پلکوں کا ایک بال اللہ کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے رب ذوالجلال! تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے اور میں تیرے خوف سے رویا تھا اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور اس شخص کو ایک اشکبار بال کے بدلے جہنم سے بچالیا جائے گا۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام پکاریں گے فلاں بن فلاں ایک بال کے بدلے نجات پا گیا۔

ہدایۃ الہدایہ میں ہے کہ قیامت کے دن جب جہنم کو لایا جائے گا تو اس سے ہیبت ناک آوازیں نکلیں گی جس کی وجہ سے لوگ اس پر سے گذرنے میں گھبرائیں گے۔

جب لوگ جہنم کے قریب آئیں گے تو اس سے سخت گرمی اور خوفناک آوازیں سنیں گے جو پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے سنائی دیتی ہوں گی جب ہر نبی نفسی نفسی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی کہہ رہے ہوں گے اس وقت جہنم سے ایک نہایت ہی بلند آگ باہر نکلے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی طرف بڑھے گی آپ کی امت

اس کی مدافعت میں کہے گی اے آگ تجھے نمازیوں، صدقہ دینے والوں روزہ داروں اور خوف خدا رکھنے والوں کا واسطہ واپس چلی جا مگر آگ برابر بڑھتی چلی جائے گی تب حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ کہتے ہوئے کہ جہنم کی آگ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھ رہی ہے۔ آپ کی خدمت میں پانی کا ایک پیالہ پیش کریں گے اور عرض کریں گے اے اللہ کے نبی! اس سے آگ پر چھینٹے ماریئے آپ آگ پر پانی کے چھینٹے ماریں گے تو وہ آگ فوراً بجھ جائے گی۔

اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل سے اس پانی کے متعلق پوچھیں گے جبرئیل کہیں گے حضور! یہ خوف خدا سے رونے والے آپ کے گنہگار امتیوں کے آنسو تھے مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہ پانی آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آپ اس سے جہنم کی آگ بجھا دیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ کوئی ایسا بندہ مومن نہیں جس کی آنکھوں سے خوف خدا سے مکھی کے پر کے برابر آنسو بہے اور اس کی گرمی اس کے چہرے پر پہنچے اور اسے کبھی جہنم کی آگ چھوئے۔

حضرت محمد بن المنذر رحمۃ اللہ علیہ جب خوف خدا سے روتے تھے تو اپنی داڑھی اور چہرے پر آنسو کو ملا کرتے تھے اور کہتے میں نے سنا ہے کہ وجود کے جس حصہ پر آنسو لگ جائیں گے اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ عذاب الٰہی سے ڈرتا رہے اور اپنے آپ کو خواہشات نفسانی سے روکتا رہے۔

خواہشات نفسانی کا ترک

تفسیر ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ میں ہے جب کوئی بندہ طلب آخرت کی وجہ سے اپنی گذشتہ زندگی پر غور وفکر کرتا ہے تو یہ تفکر اس کے دل کے لئے غسل کا کام دیتا ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے کہ ایک گھڑی کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

لہٰذا ہر عقلمند کیلئے ضروری ہے کہ اپنے گذشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کرے۔ جن چیزوں کا اقرار کرتا ہے ان میں تفکر کرے اور قیامت کے دن کے لئے توشہ بنائے امیدوں کو کم کرے توبہ میں جلدی کرے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے حرام چیزوں سے اعراض کرے اور نفس کو صبر پر آمادہ کرے خواہشات نفسانی کی اتباع نہ کرے کیونکہ نفس ایک بت کی طرح ہے جو نفس کی اتباع کرتا ہے اور جو اخلاص سے اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اپنے نفس پر جبر کرتا ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے کہ جس شخص نے اپنے نفس پر قابو پایا وہ اس شخص سے زیادہ طاقتور ہے جو تن تنہا ایک شہر کو فتح کر لیتا ہے۔

جو شخص اپنے نفس کو فنا کر دیتا ہے اسے رحمت کے کفن میں لپیٹ کر کرامت کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔

منیۃ المفتی میں ہے کہ جناب لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کھانا اور سونا کم کرو کیونکہ جو شخص زیادہ کھاتا ہے اور زیادہ سوتا ہے وہ قیامت کے دن اعمال صالحہ سے خالی ہاتھ ہوگا۔

فرمان نبوی ہے کہ اپنے دلوں کو زیادہ کھانے پینے سے ہلاک نہ کرو جس طرح زیادہ پانی سے کھیتی تباہ ہو جاتی ہے اسی طرح زیادہ کھانے پینے سے دل ہلاک ہو جاتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اپنے نفس کا طاعت و بندگی کر کے مقابلہ کرو۔

ریاضت:

شب بیداری، قلیل گفتگو، لوگوں کی تکالیف برداشت کرنا اور کم کھانے کا نام ہے۔

کم سونے سے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں کم بولنے سے انسان آفات سے محفوظ رہتا ہے تکالیف برداشت کرنے سے درجات بلند ہوتے ہیں اور کم کھانے سے شہوت نفسانی ختم ہو جاتی ہے کیونکہ بہت کھانا دل کی سیاہی اور اسے گرفتار ظلمت کرنا ہے بھوک حکمت کا نور ہے اور سیر ہونا اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتا ہے۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

اپنے قلوب کو بھوک سے منور کرو اپنے نفس کا بھوک پیاس سے مقابلہ کرو اور ہمیشہ بھوک کے توسط سے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو بھوکے رہنے والے کو مجاہد فی سبیل اللہ کے ثواب کے برابر ثواب ملتا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوکے پیاسے رہنے سے بہتر کوئی عمل نہیں آسمان کے فرشتے اس انسان کے پاس بالکل نہیں آتے جس نے اپنا پیٹ بھر کر عبادت کا مزہ کھو دیا ہو۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام نے ایک رات جو کی روٹی پیٹ بھر کر کھالی اور عبادت الٰہی میں حاضر نہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے وحی کی اے یحییٰ! کیا تو نے اس دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھا ہے یا میرے جوار رحمت سے بہتر کوئی جوار پالیا ہے مجھے عزت و جلال کی قسم اگر تو جنت الفردوس کا نظارہ کرے اور جہنم کو دیکھ لے تو آنسوؤں کے بدلے خون روئے اور اس مرقع کے بجائے لوہے کا لباس پہنے۔

غلبۂ نفس اور غفلت وکاہلی

فرمان نبوی ہے کہ شیطان تمھارے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اس کے ان راستوں کو بھوک سے بند کرو۔

ایک دانا کا قول ہے جس انسان پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوات کا قیدی ہوجاتا ہے اور بیہودگی کا تابع بن جاتا ہے اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہوجاتا ہے۔

جس کسی نے بھی اپنے اعضاء کی زمین کو شہوت سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کی کاشت کی۔

شہوات بادشاہوں کو فقیر اور صبر فقیروں کو بادشاہ بنادیتا ہے آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کا قصہ نہیں پڑھا؟ یوسف علیہ السلام صبر کی بدولت مصر کے بادشاہ ہوئے اور زلیخا خواہشات کی وجہ سے عاجز اور رسوا ہوئی اور بصارت سے محروم عجوزہ بن گئی اس لئے کہ زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں صبر نہیں کیا تھا۔

ایک عارف باللہ کا قول ہے کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں

(۱) کفار کے ساتھ جہاد اور یہ جہاد ظاہری ہے۔

(۲) جھوٹے لوگوں کے ساتھ علم اور دلائل سے جہاد۔

(۳) برائیوں کی طرف لے جانے والے سرکش نفس سے جہاد۔

غفلت اور کاہلی سے شرمندگی بڑھتی ہے اور نعمت زائل ہوتی ہے خدمت کا جذبہ ماند پڑجاتا ہے حسد زیادہ ہوتا ہے اور ملامت و پشیمانی کی فراوانی ہوتی ہے۔

شیخ ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک ایسے بیمار مرد صالح کی عیادت کو گیا جس کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا تھا میں نے ان کے گردان کے شاگردوں کو بیٹھے

ہوئے دیکھا شیخ ابوعلی رحمۃ اللہ علیہ رو رہے تھے۔ میں نے کہا اے شیخ! کیا آپ دنیا پر رو رہے ہیں؟ انھوں نے فرمایا نہیں میں اپنی نمازوں کے قضا ہونے پر رو رہا ہوں میں نے کہا آپ تو عبادت گذار شخص تھے پھر نمازیں کس طرح قضا ہوئیں؟ انھوں نے فرمایا میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور ہر سجدہ سے غفلت میں سر اٹھایا اور اب غفلت کی حالت میں مر رہا ہوں۔

عیون الاخبار میں ہے کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگ تین باتیں محض زبانی کرتے ہیں مگر عمل اس کے خلاف کرتے ہیں۔

ایک یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں لیکن کام غلاموں جیسے نہیں کرتے بلکہ آزادوں کی طرح اپنی مرضی پر چلتے ہیں۔

دوسرے یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں رزق دیتا ہے لیکن ان کے دل دنیا اور متاع دنیا جمع کئے بغیر مطمئن نہیں ہوتے اور یہ ان کے اقرار کے سراسر خلاف ہے۔

تیسرے کہتے ہیں کہ ہمیں مرجانا ہے مگر کام ایسے کرتے ہیں جیسے انہیں کبھی مرنا ہی نہیں ہے۔

اے مخاطب! ذرا سوچو تو سہی اللہ کے سامنے تو کون سا منھ لے کر جائے گا اور کون سی زبان سے جواب دے گا جب وہ تجھ سے ہر چھوٹی بڑی چیز کے متعلق سوال کرے گا ان سوالات کے لئے ابھی سے اچھا جواب تلاش کرلے (تاکہ اس وقت شرمندگی نہ اٹھانا پڑے)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ عرش الٰہی کے پائے پر تحریر ہے کہ جو میری اطاعت کرے گا میں اس کی بات مانوں گا جو مجھ سے محبت کرے گا میں اسے اپنا محبوب بناؤں گا جو مجھ سے مانگے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو بخشش کی طلب کرے گا میں اسے بخش دوں گا۔

ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تعجب ہے کہ میں عبادت میں لطف نہیں پاتا تو آپ نے جواب دیا شاید تو نے کسی ایسے شخص کو دیکھ لیا ہے جو اللہ سے نہیں

ڈرتا ہے۔

کسی شخص نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں عبادت میں کیف و سرور نہیں پاتا انھوں نے جواب دیا یہ اس لئے ہے کہ تو عبادت کی بندگی کرتا ہے اللہ کی بندگی نہیں کرتا تو اللہ کی بندگی کر پھر دیکھ عبادت میں کیسا مزہ آتا ہے۔

ہر ذی فہم کے لئے ضروری ہے کہ دنیا کو ترک کر دے اور اللہ کی عبادت کرتا رہے مستقبل کے بارے میں غور و فکر کرتا رہے اور اپنی آخرت سنوارتا رہے۔

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے

جو شخص آخرت کی کھیتی کی فکر کرتا ہے تو ہم اس کی کھیتی زیادہ کرتے ہیں اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔یعنی اس کے دل سے آخرت کی محبت نکال دی جاتی ہے۔

اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر چالیس ہزار دینار علانیہ اور چالیس ہزار دینار پوشیدہ خرچ کر دئے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت دنیا اور اس کی خواہش سے مکمل پرہیز کرتے تھے اسی لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز صرف مینڈھے کی ایک رنگی ہوئی کھال اور ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

مومن اور منافق کا فرق

رسول اللہ ﷺ سے مومن اور منافق کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا کہ مومن کی ہمت نماز اور روزے کی طرف رہتی ہے اور منافق کی ہمت جانوروں کی طرح کھانے پینے کی طرف رہتی ہے۔اور وہ نماز اور روزے کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا ہے۔

مومن اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور بخشش طلب کرنے میں مشغول رہتا ہے جبکہ منافق حرص و ہوس میں مصروف رہتا ہے۔

مومن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہیں لگاتا اور منافق اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

مومن دین کو مال سے مقدم سمجھتا ہے اور منافق مال کو دین پر ترجیح دیتا ہے مومن اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ہے اور منافق اللہ کے سوا ہر چیز سے ڈرتا ہے۔

مومن نیکی کرتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں روتا رہتا ہے منافق گناہ کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے مومن خلوت و تنہائی کو پسند کرتا ہے منافق بھیڑ بھاڑ اور میل جول کو پسند کرتا ہے۔

مومن بوتا ہے اور فصل کی بربادی سے ڈرتا رہتا ہے اور منافق فصل اجاڑ دینے کے بعد کاٹنے کی تمنا رکھتا ہے۔

مومن دین کی تدبیر کے ساتھ اچھائیوں کا حکم دیتا ہے برائیوں سے روکتا ہے اور اصلاح کرتا ہے منافق اپنی ہیبت اور سطوت کے لئے فتنہ و فساد برپا کرتا ہے اور نیکیوں سے روکتا اور برائیوں کا حکم دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے میں سے ہیں نیکی سے روکتے اور برائیوں کا

حکم دیتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند کرتے ہیں انھوں نے اللہ کو بھلا دیا اور اللہ نے انھیں بھلا دیا بلاشبہ منافق فاسق ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مرد اور منافق عورتوں کے لئے اور کفار کے لئے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے یہ انھیں کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔

منافق کا حال وانجام

خداوند قدوس ارشاد فرماتا ہے کہ

بیشک اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے یعنی اگر وہ اپنے کفر اور نفاق پر مرجائیں۔

اللہ تعالیٰ نے اسی ارشاد میں ابتداءً منافقوں کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ کفار سے بھی زیادہ بدبخت ہوتے ہیں اور اللہ نے ان سب کا ٹھکانہ جہنم قرار دیا ہے۔

فرمان الٰہی ہے کہ

بیشک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور آپ کسی کو ان کا مددگار نہیں پائیں گے۔

لفظ منافق لغت میں نافق الیربوع سے مشتق ہے کہتے ہیں کہ جنگلی چوہے (یربوع) کے بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں ایک داخل ہونے کے لئے اور دوسرا سوراخ نکلنے کیلئے ہوتا ہے ایک سوراخ سے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے سے بھاگ نکلتا ہے۔

منافق کو بھی اس لئے منافق کہتے ہیں کہ وہ بظاہر تو مسلمانوں کی شکل میں ہوتا ہے مگر کفر کی طرف نکل جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے

منافق کی مثال ایسی نووارد بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ہو کبھی وہ اس ریوڑ کی طرف بھاگتی ہے اور کبھی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے یعنی کسی ایک ریوڑ میں نہیں ٹھہرتی ہے۔ اسی طرح منافق بھی نہ تو کلیۃً مسلمانوں میں شامل ہوتا ہے اور نہ ہی کافروں میں شامل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا کیا اور اسکے سات دروازے بنائے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

وَلَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ اس کے سات دروازے ہیں۔

یہ دروازے لوہے کے ہوں گے جن پر لعنت کی تہیں جمی ہیں اس کا ظاہر تانبے کا اور باطن سیسے کا ہے اس کی گہرائی میں عذاب اور اس کی اونچائی میں اللہ کی ناراضگی ہے اس کی زمین شیشے، لوہے اور سیسے کی ہے اس میں رہنے والوں کے لئے نیچے دائیں بائیں آگ ہی آگ ہے اس کے طبقات اوپر سے نیچے کی طرف ہیں اور سب سے نچلا طبقہ منافقوں کے لئے ہے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے جہنم کی تعریف اور گرمی کے بارے میں دریافت فرمایا۔

جبرئیل نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا اور اسے ہزار سال تک دہکایا تو وہ سُرخ ہوگیا پھر ہزار سال تک دہکایا تو سفید ہوگیا۔ جب مزید ایک ہزار سال تک دہکایا گیا تو وہ بالکل سیاہ و تاریک ہوگیا اس رب کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر جہنمیوں کا ایک کپڑا بھی دنیا میں ظاہر ہوجائے تو تمام لوگ فنا ہوجائیں اگر جہنم کے پانی کا ایک ڈول دنیا کے پانیوں میں ملا دیا جائے تو جو بھی چکھے وہ مر جائے اور جہنم کے زنجیروں کا ایک ٹکڑا جس کا ذکر اللہ نے یوں فرمایا ہے۔

فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا ہر ٹکڑے کی لمبائی ستر ذراع ہے۔

اگر اسے دنیا کے کسی بڑے سے بڑے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ پگھل جائے گا اور اگر کسی جہنمی کو جہنم سے نکال کر دنیا میں لایا جائے تو اس کی بدبو سے تمام مخلوق فنا ہوجائے گی۔

حضور ﷺ نے جبرئیل سے کہا یہ بتلاؤ کہ جہنم کے دروازے کیا ہمارے دروازوں جیسے ہیں؟ جبرئیل نے عرض کیا کہ نہیں حضور!

وہ مختلف طبقات میں بنے ہوئے ہیں کچھ اوپر کچھ نیچے ہیں اور ایک دروازے کا درمیانی فاصلہ ستر سال کا ہے ہر دروازہ پہلے دروازے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے آپ نے

ان دروازوں میں رہنے والوں کے متعلق پوچھا تو جبرئیل نے جواب دیا سب سے نچلے کا نام ہاویہ ہے اور اس میں منافقین ہیں۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ۔

دوسرے طبق کا نام جحیم ہے اور اس میں مشرک ہیں۔

تیسرے کا نام سقر ہے اور اس میں صابی ہیں۔

چوتھے کا نام لظیٰ ہے اور اس میں ابلیس اور اس کے پیروکار مجوسی ہیں۔

پانچویں کا نام حطمہ ہے اور اس میں یہود ہیں۔

چھٹے کا نام سعیر ہے اور اس میں نصاریٰ ہیں۔

پھر جبرئیل خاموش ہوگئے آپ نے پوچھا اے جبرئیل کیا تم مجھے ساتویں طبقہ میں رہنے والوں کے متعلق نہیں بتاؤ گے؟ جبرئیل نے عرض کی حضور مت پوچھئے آپ نے فرمایا بتلاؤ تو سہی تب جبرئیل نے کہا اس طبقہ میں آپ کے وہ امتی ہیں جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے اور بغیر توبہ کئے مر گئے۔

خدا کو بھولنے کا انجام

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

وَاِنۡ مِّنۡکُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں انتہائی خوفزدہ ہوئے اور بہت زیادہ اشکبار ہوئے لہٰذا جو شخص بھی اللہ کی سخت گرفت کو اور اس کے قہر کو جانتا ہے اسے چاہئے کہ بہت ڈرتا رہے اور نفس کی لغزشوں پر روتا رہے قبل اس کے کہ ان مصائب کو جھیلے اس وحشت ناک مقام کو دیکھے اس کی پردہ دری کی جائے اسے منتقم حقیقی کے سامنے پیش کیا جائے اور اسے جہنم میں جانے کا حکم ہو۔

کتنے ایسے بوڑھے ہیں جو جہنم میں فریادیں کرتے ہیں کتنے جوان ہیں جو جوانی کے ضیاع کو یاد کر کے آہ و بکا کرتے ہیں کتنی ایسی عورتیں ہیں جو گذشتہ زندگی کی بد اعمالیوں کو یاد کر کے چلاتی ہیں حالانکہ ان کے اجسام اور چہرے سیاہ ہو چکے ہیں۔ ان کی کمریں ٹوٹ چکی ہیں نہ ان کے بڑوں کی عزت کی جاتی ہے اور نہ ہی چھوٹوں پر رحم کیا جاتا ہے اور نہ ان کی عورتوں کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔

اے اللہ! ہمیں آگ، آگ کے عذاب اور ہر اس کام سے بچا جو ہمیں آگ کی طرف لے جائے اور اپنی رحمت کے طفیل ہمیں نیکوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔

اے عزیز اے غفار! اے اللہ ہمارے عیبوں کو ڈھانپ لے ہمیں خوف سے نجات دے ہمیں لغزشوں سے بچا اور اپنے سامنے شرمندگی سے محفوظ رکھ یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔

فاسق کی دو قسمیں ہیں (۱) فاسق کافر (۲) فاسق فاجر

فاسق کافر وہ ہے جو اللہ اور اسکے رسول پر ایمان نہیں رکھتا ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی کا طالب ہوتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔ فَفَسَقُوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّهِمۡ۔

فاسق فاجر وہ ہے جو شراب پیتا ہے مال حرام کھاتا ہے بدکاریاں کرتا ہے عبادت کو چھوڑ کر گناہوں میں زندگی بسر کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو واحد مانتا ہے اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتا۔

ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ فاسق کافر کی بخشش موت سے پہلے کلمۂ شہادت اور توبہ کے بغیر ناممکن ہے

اور فاسق فاجر کی مغفرت موت سے پہلے توبہ پشیمانی کے ذریعہ ممکن ہے اس لئے کہ ہر وہ گناہ جس کی بنیاد تکبر اور خود بینی ہے اس کی مغفرت ناممکن ہے شیطان کی نافرمانی کی وجہ بھی یہی تکبر اور خود بینی تھی۔

پس اے انسان تیرے لئے ضروری ہے کہ مرنے سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرلے شاید کہ اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو معاف فرما دے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے۔

”اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور انکے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ”گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو“۔

گناہوں سے توبہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے فرمان الٰہی ہے۔

اے ایمان والو! اللہ سے پختہ توبہ کرو

ایک اور مقام پر ارشاد الٰہی ہے

تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے۔

اس کی بھیجی ہوئی کتابوں کو پس پشت ڈال دیا گویا انھوں نے اپنے حال پر رحم نہیں کیا اور اپنے آپ کو گناہوں سے نہیں بچایا اور آخرت کے لئے کوئی نیکی نہیں کی۔

فرمان نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا ناپسند فرماتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے۔

یہی لوگ نافرمان وعدہ شکن، رحمت و بخشش اور راہ ہدایت سے دور ہیں۔ ایک جوان تھا وہ جب بھی کوئی گناہ کرتا تو اسے اپنے دفتر میں لکھ لیتا تھا ایک دفعہ اس نے کوئی گناہ کیا جب لکھنے کے لئے کوئی دفتر کھولا تو دیکھا اس میں اس آیت کے سوا کچھ بھی نہیں لکھا ہوا تھا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ اللہ تعالیٰ ان برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتا ہے۔

کسی عالم ربانی سے پوچھا گیا کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو کیا اسے اپنی توبہ کے مقبول یا غیر مقبول ہونے کا پتہ چل جاتا ہے؟

عالم نے جواب دیا ایسی مکمل بات تو نہیں البتہ کچھ نشانیاں ہیں جن سے توبہ کی قبولیت کا پتہ چلتا ہے وہ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے اس کے دل سے خوشی غائب ہو جاتی ہے ہر دم اللہ کو موجود سمجھنے لگتا ہے نیکوں کے قریب اور بروں سے دور رہنے لگتا ہے دنیا کی تھوڑی سی نعمت کو عظیم اور آخرت کے لئے کثیر نیکیوں کو بھی قلیل سمجھتا ہے اپنے دل کو ہر وقت فرائض خداوندی میں مصروف اور اپنی زبان کو بند رکھتا ہے۔ ہمیشہ اپنے گذشتہ گناہوں پر غور و فکر کرتا رہتا ہے اور غم اور پریشانی کو اپنے لئے لازم کر لیتا ہے۔

مومنوں کی محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ہے کہ وہ اس کے احکام پر عمل کریں اس کی عبادت کریں اور اس کی رضا کے طلبگار رہیں اور اللہ تعالیٰ کی مومنوں کے ساتھ محبت یہ ہے کہ وہ ان کی تعریف کرے انھیں ثواب عطا فرمائے ان کے گناہوں کو معاف کرے اور انھیں اپنی رحمت سے حسن توفیق عفت و عصمت عطا فرمائے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں جو شخص چار چیزوں کے بغیر چار چیزوں کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔

(۱) جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر نیکی نہیں کرتا۔

(۲) جو شخص نبی ﷺ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر علماء اور صلحاء کو دوست نہیں رکھتا۔

(۳) جو آگ سے ڈرنے کا دعویٰ کرتا ہے مگر گناہ نہیں چھوڑتا ہے۔

(۴) جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر تکالیف کی شکایت کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جو جنت کا امیدوار ہوا اس نے نیکیوں میں جلدی کی جو جہنم سے ڈرا اس نے خود کو ناجائز خواہشات سے روک دیا اور جسے موت کا یقین آگیا اس نے لذات دنیا کو ختم کر دیا۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے کہا محبت نام ہے ارادوں کو ختم کر دینے تمام صفتوں اور حاجتوں کو مردہ کر دینے اور اپنے وجود کو اشارات کے سمندر میں غرق کر دینے کا۔

خداوند قدوس سے محبت کرنے والا اسکی رضا جوئی کیلئے اپنے ناجائز خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے کبھی کھانا پینا بند کر دیتا ہے کبھی اپنے وجود پر بار گراں ڈال لیتا ہے یہی سب اعمال

اسے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوتے ہیں مخلوق کے نزدیک بھی اور خالق کے حضور بھی سرخرو ہوجاتا ہے۔

محبت نام ہے پسندیدہ چیز کی طرف میلان طبع کا۔اگر یہ میلان شدت اختیار کر جائے تو اسے عشق کہتے ہیں اس میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ عاشق محبوب کا بندۂ بے دام بن جاتا ہے اور مال و دولت اس پر قربان کر دیتا ہے۔

جب حضرت منصور حلاّج کو قید میں اٹھارہ دن گذر گئے تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے پاس جا کر دریافت کیا اے منصور! محبت کیا ہے؟ منصور نے جواب دیا آج نہیں کل یہ سوال پوچھنا جب دوسرا دن ہوا اور ان کو قید سے نکال کر مقتل کی طرف لے گئے تو وہاں منصور نے شبلی کو دیکھ کر کہا شبلی! محبت کی ابتداء جلنا اور انتہا قتل ہوجانا ہے۔

منتہیٰ میں ہے کہ محبت کی سچائی تین چیزوں میں ظاہر ہوتی ہے محب، محبوب کی باتوں کو سب کی باتوں سے اچھا سمجھتا ہے اس کی مجلس کو تمام مجالس سے بہتر سمجھتا ہے اور اس کی رضا کو اوروں کی رضا پر ترجیح دیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ عشق پردہ دری کرنے والا اور رازوں کو افشاء کرنے والا ہے اور وجد ذکر کی شیرینی کے وقت روح کا غلبۂ شوق کا بار اٹھانے سے عاجز ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اگر وجد کی حالت میں انسان کا کوئی عضو بھی کاٹ لیا جائے تو اسے محسوس تک نہیں ہوگا۔

ایک شیخ سے عاشق کے متعلق پوچھا گیا انھوں نے کہا عاشق میل ملاپ سے دور تنہائی پسند غور و فکر میں ڈوبا ہوا اور چپ چاپ رہتا ہے جب اسے دیکھا جائے نظر نہیں آتا جب بلایا جائے تو سنتا نہیں۔جب بات کی جائے تو سمجھتا نہیں ہے اور جب اس پر کوئی مصیبت آجائے تو غمگین نہیں ہوتا وہ بھوک کی پرواہ اور برہنگی کا احساس نہیں رکھتا کسی کی دھمکیوں سے مرعوب نہیں ہوتا وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتا ہے اس کی رحمت سے انس و محبت رکھتا ہے وہ دنیا کے لئے دنیا والوں سے نہیں جھگڑتا ہے۔

ایک منافق بخیل

ایک منافق انتہائی بخیل تھا۔اس نے اپنی بیوی کو قسم دی کہ اگر تو نے کسی کو کچھ دیا تو تجھ پر طلاق ہے۔ایک دن ایک سائل ادھر آگیا اور اس نے خدا کے نام پر سوال کیا، عورت نے اسے تین روٹیاں دے دیں۔فقیر کی واپسی میں وہی بخیل مل گیا۔اور پوچھا تجھے یہ روٹیاں کس نے دی ہیں؟ فقیر نے اس کے گھر کے متعلق بتایا کہ مجھے وہاں سے ملی ہیں۔بخیل تیز قدموں سے گھر کی طرف چل پڑا اور گھر پہنچ کر بیوی سے بولا میں نے تجھے قسم نہیں دی تھی کہ کسی سائل کو کچھ نہیں دینا؟ بیوی بولی سائل نے اللہ کے نام پر سوال کیا تھا لہٰذا میں رد نہ کرسکی۔

کنجوس نے جلدی سے تنور بھڑکایا جب تنور سرخ ہوگیا تو بیوی سے کہا کہ اٹھ اللہ کے نام پر تنور میں داخل ہوجا۔عورت کھڑی ہوگئی اور اپنے زیورات لے کر تنور کی طرف چل پڑی۔کنجوس چلایا کہ زیورات تو یہیں چھوڑ جا۔عورت نے کہا کہ آج میرا محبوب سے ملاقات کا دن ہے میں اس کی بارگاہ میں بن سنور کر جاؤں گی۔اور جلدی سے تنور میں گھس گئی۔اس بدبخت نے تنور کو بند کر دیا جب تین دن گذر گئے تو اس نے تنور کا ڈھکن اٹھا کر جھانکا مگر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس میں صحیح و سالم بیٹھی ہوئی تھی۔ہاتف غیبی نے آواز دی کیا تجھے علم نہیں کہ آگ ہمارے دوستوں کو نہیں جلاتی؟

اطاعت الٰہی و اطاعت نبوی

اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بندے کے لئے اللہ اور اس کے رسول سے محبت، ان کی اطاعت اور ان کے احکامات کی پیروی ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے بندوں کی محبت رحمت اور بخشش کا نزول ہے۔

جب بندہ یہ بات سمجھ لیتا ہے کہ کمالات حقیقی صرف اللہ ہی کے لئے ہیں اور مخلوق کے کمالات بھی حقیقت میں اللہ ہی کے کمالات ہیں اور اللہ ہی کے عطا کردہ ہیں تو اس کی محبت اللہ کے ساتھ اور اللہ کے لئے ہو جاتی ہے یہی چیز اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ بندہ اللہ کی اطاعت کرے اور جن باتوں کا وہ اقرار کرتا ہے ان امور سے اس محبت میں اضافہ ہو اسی لئے محبت کو ارادوں کا نام دیا گیا ہے اور اس کو اخلاص عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے دیدار بہجت اسرار سے خواب میں مشرف ہوا آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا بشر حافی! جانتے ہو اللہ نے تمھیں تمھارے ہمعصروں سے بلند مقام کیوں دیا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا اس لئے کہ تم نیکوں کی خدمت کرتے ہو دوستوں کو نصیحت کرتے ہو میری سنت اور اہل سنت سے محبت رکھتے ہو اور اپنے دوستوں سے حسن سلوک روا رکھتے ہو۔

فرمان نبوی ہے جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا عرض کیا گیا حضور! انکار کس نے کیا؟ آپ نے فرمایا جس نے میری اتباع کی وہ جنت

میں جائے گا جس نے میری نافرمانی کی اس نے گویا انکار کیا ہر وہ عمل جو میرے طریقے کے مطابق نہیں وہ گناہ ہے۔

ایک عارف باصفا کا ارشاد ہے اگر تو کسی شیخ کو ہوا پر اڑتا ہوا یا پانی پر چلتا ہوا یا آگ وغیرہ کھاتا ہوا دیکھے لیکن وہ عمداً اللہ کے کسی فرض یا نبی کی کسی سنت کا تارک ہو تو وہ جھوٹا ہے اس کا دعویٰ محبت باطل ہے اور یہ اس کی کرامت نہیں استدراج ہے یعنی وہ خرقِ عادت جو کسی غیر مسلم سے سرزد ہو۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص بھی اللہ تک اس کی توفیق کے بغیر نہیں پہنچا اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ محمد ﷺ کی اقتداء و اتباع ہے۔

کہا گیا ہے کہ سچی معرفت یہ ہے کہ انسان دنیا و آخرت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا ہی ہو جائے اور شراب محبت کا ایسے جام پیے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کئے بغیر ہوش میں نہ آئے ایسا شخص ہی ہدایت یاب ہے۔

شیطان اور شیطانی کا عذاب

شیطان کا نام پہلے آسمان پر عابد دوسرے پر زاہد تیسرے پر عارف چوتھے پر ولی پانچویں پر متقی چھٹے پر عزازیل اور لوح محفوظ پر ابلیس تھا۔

وہ اپنی عاقبت سے بے فکر تھا جب اسے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم ملا تو کہنے لگا اے اللہ! تو نے اسے مجھ پر فضیلت دے دی حالانکہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے اور اسے مٹی سے پیدا کیا خداوند تعالیٰ نے فرمایا میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔

شیطان نے اپنے آپ کو آدم علیہ السلام سے بہتر سمجھا اور ننگ و تکبر کی وجہ سے آدم سے منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا جب فرشتے آدم علیہ السلام کو سجدہ کر کے اٹھے تو انھوں نے دیکھا کہ شیطان نے سجدہ نہیں کیا تو وہ دوبارہ سجدہ شکر میں گر گئے لیکن شیطان ان سے بے تعلق کھڑا رہا اور اسے اپنے فعل پر کوئی پشیمانی نہ ہوئی تب اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت مسخ کر دی۔

خنزیر کی طرح لٹکا ہوا منہ، سر اونٹ کے سر کی طرح، سینہ بڑے اونٹ کے کوہان کی طرح، ان کے درمیان چہرہ ایسے جیسے بندر کا چہرہ آنکھیں کھڑی، نتھنے حجام کے کوزے جیسے کھلے ہوئے ہونٹ بیل کے ہونٹوں کی طرح لٹکے ہوئے دانت خنزیر کی طرح باہر نکلے ہوئے اور داڑھی میں صرف سات بال، اسی صورت میں اسے جنت سے نیچے پھینک دیا گیا بلکہ زمین و آسمان سے جزائر کی طرف پھینک دیا گیا وہ اب اپنے کفر کی وجہ سے زمین پر چھپے چھپے آتا ہے اور قیامت تک کے لئے لعنت کا مستحق بن گیا ہے۔

شیطان کتنا خوبصورت، حسین، کثیر العبادات ملائکہ کا سردار مقربین کا سرخیل تھا مگر اسے کوئی چیز اللہ کے غضب سے نہ بچا سکی بیشک اس میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔

شیطان نے اللہ سے کہا اے اللہ تو نے مجھے جنت سے نکالا تو آدم کے سبب اب مجھے اولاد آدم پر غلبہ عطا فرما۔

رب تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے انبیاء کے سوا جن کی عصمت مسلّم ہے آدم کی اولاد پر غلبہ دیا شیطان بولا کچھ اور؟

رب نے فرمایا جتنی آدم کی اولاد ہوگی اتنی ہی تیری اولاد ہوگی شیطان بولا کچھ اور؟ خداوند کونین نے فرمایا میں نے ان کے سینوں کو تیرا مسکن بنایا تو ان میں خون کی طرح گردش کرے گا عرض کی کچھ اور؟ فرمان الٰہی ہوا اپنے سوا اور پیادہ مددگاروں سے امداد مانگ کر انھیں مال حرام کی کمائی پر آمادہ کرنا انہیں ایام حیض وغیرہ میں مجامعت سے اولاد حرام کا حقدار بنانا اور حرام کاری کے اسباب مہیا کرنا انہیں مشرکانہ نام تعلیم کرنا جیسے عبدالعزیٰ وغیرہ۔

انہیں گندی گفتگو برے افعال اور جھوٹے مذاہب کے ذریعہ گمراہ کرنا انھیں جھوٹی تسلیاں دینا جیسے معبودان باطلہ کی شفاعت آباء و اجداد کی کرامتوں پر فخر طویل امیدوں کے ذریعہ توبہ میں تاخیر وغیرہ اور یہ سب کچھ تہدید کے طور پر تھا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے

اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ۔ تم جو چاہو کرو

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ!

تو نے میری اولاد پر ابلیس کو مسلط کر دیا اب اس سے رہائی تیری رحمت کے بغیر کیسے ہوگی؟ رب نے فرمایا تیرے ہر ایک فرزند کے ساتھ میں محافظ فرشتے بناؤں گا عرض کی ابھی کچھ اور! فرمان الٰہی ہوا ایک نیکی کا ثواب انہیں دس گنا ملے گا عرض کی ابھی کچھ اور! فرمان الٰہی ہوا ان کی آخری سانس تک ان کی توبہ قبول کروں گا۔ عرض کی کہ کچھ اور عطا فرما! فرمان الٰہی ہوا ان کے لئے بخشش عام کر دوں گا میں بے نیاز ہوں آدم علیہ السلام بولے اے میرے رب یہ کافی ہے۔

شیطان نے کہا اے اللہ تو نے آدم کی اولاد میں نبی بنائے ان پر کتابیں نازل کیں میرے رسول اور کتابیں کیا ہیں؟ جواب آیا "میں" یعنی تکبرانہ انداز تیرے رسول اور گدی ہوئی کھالیں تیری کتابیں جھوٹ، تیری حدیثیں تیرا قرآن شعر، تیرے موذن باجے، تیری مسجد بازار تیرا گھر حمام خانہ، تیرا کھانا وہ جس پر میرا نام نہ لیا گیا ہو تیرا پینا شراب اور عورتیں تیرا جال ہیں۔

امانت کی پاسداری

امانت ایمان سے مشتق ہے جو شخص امانت خداوندی کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ایمان کا محافظ ہوتا ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کا ایمان نہیں جس میں امانت نہیں اور اس کا دین نہیں جس میں عہد کی پاسداری نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک وہ امانت کو مال غنیمت اور صدقہ کو تاوان نہ سمجھے۔

آپ کا فرمان ہے جس نے تجھے امین بنایا اس کو امانت لوٹا دے اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے منافق کی تین نشانیاں ہیں جب وہ بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے وعدہ کرتا ہے تو خلف عہد کرتا ہے امین بنایا جائے تو خیانت کرتا ہے یعنی جب کوئی اسے کسی بات کا راز دار بناتا ہے تو دوسرے لوگوں کو بتلا دیا کرتا ہے یا امانت لوٹانے سے انکار کر دیتا ہے یا امانت کا تحفظ نہیں کر پاتا یا اسے اپنے استعمال میں لاتا ہے وغیرہ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے انسان کی شرمگاہ کو پیدا کیا اور فرمایا یہ امانت ہے جو میں تجھے دے رہا ہوں اسے بے راہ روی سے بچانا اگر تو نے اس کی حفاظت کی تو میں تیری حفاظت کروں گا لہٰذا شرمگاہ امانت ہے کان امانت ہے زبان امانت ہے پیٹ امانت ہے ہاتھ اور پیر امانت ہے اور جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں ہے۔

زہر الریاض میں ہے قیامت کے دن ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا خداوند عزوجل فرمائے گا تو نے فلاں شخص کی امانت واپس کی تھی؟ بندہ عرض کرے گا نہیں رب تعالیٰ حکم دے گا اور فرشتہ اسے جہنم کی طرف لے جائے گا وہاں وہ جہنم کی گہرائی میں اس امانت کو رکھا ہوا دیکھے گا وہ اس امانت کی طرف گرے گا اور ستر سال کے بعد وہاں پہنچے گا پھر وہ امانت اٹھا کر اوپر آئے گا جب وہ جہنم کے کنارے پر پہونچے گا تو اس کا پاؤں پھسل جائے گا اور وہ پھر جہنم کی گہرائی میں گر جائے گا اسی طرح وہ گرتا رہے گا اور چڑھتا رہے گا یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اسے رب ذوالجلال کی رحمت حاصل ہو جائے گی اور امانت کا مالک اس سے راضی ہو جائے گا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک جوان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اگر میں راہ خدا میں شاکر و صابر ایمان اور امید ثواب لے کر آگے بڑھتا ہوا شہید ہو جاؤں تو اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ جب وہ جوان خدمت اقدس سے رخصت ہو گیا تو آپ نے اسے بلا کر فرمایا اللہ تعالیٰ قرض کے سوا شہید کے ہر گناہ معاف کر دیتا ہے۔

ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ علماء اور صلحاء سے محبت رکھے ان کی محفلوں میں بیٹھتا رہے جو کچھ نہ جانتا ہو وہ ان سے پوچھتا رہے ان کی نصائح سے بہرہ اندوز ہوتا رہے برے کاموں سے گریزاں رہے اور شیطان کو اپنا دشمن سمجھے۔

شیطان نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تیرا اس ذات کے متعلق کیا خیال ہے جس نے مجھے جیسے چاہا پیدا کیا اور جو چاہا مجھ سے کرایا اس کے بعد وہ مجھے چاہے تو جنت میں بھیج دے اور چاہے تو جہنم میں بھیج دے کیا ایسا کرنے والا عادل ہے یا ظالم؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ توقف کے بعد جواب دیا اے شخص! اگر اس نے تجھے تیری منشا کے مطابق پیدا کیا تو واقعی تو مظلوم ہے اور اگر اس نے تجھے اپنے ارادۂ قدرت کے تحت پیدا کیا تو پھر اس کی مرضی ہے جو کرے شیطان شرم سے پانی پانی ہوگیا۔ اور کہنے لگا یہی سوال کر کے میں نے ستر ہزار عابدوں کو ضلالت وگمراہی کے غار میں ڈھکیل دیا ہے۔

ایک بندۂ خدا نے شیطان سے پوچھا یہ بتلاؤ انسان پر کیسے قابو پالیتا ہے؟ شیطان نے کہا میں اسے غصہ اور اس کی شہوت کے وقت زیر کرتا ہوں۔

شیطان کے راستوں میں ایک راستہ حرص اور حسد کا بھی ہے کیونکہ حرص انسان کو اندھا اور بہرہ کردیتی ہے لہٰذا شیطان اس فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے تمام برائیوں کو حرص کے سامنے حسین انداز میں پیش کرتا ہے اور وہ اسے خوبیاں سمجھ کر قبول کرتا چلا جاتا ہے۔

شیطان کا ایک راستہ انسان کا پیٹ بھرا ہونا ہے اگرچہ وہ رزق حلال سے ہی بھرا گیا ہو کیونکہ پیٹ کا بھر جانا شہوتوں کو برانگیختہ کرتا ہے اور شیطان کا یہی ہتھیار ہے۔

شیطان کا ایک راستہ مال و متاع دنیا پر فریفتگی ہے کیونکہ شیطان جب انسان کا دل ان چیزوں کی طرف مائل دیکھتا ہے تو انھیں اور زیادہ حسین انداز میں اُن کے سامنے پیش کرتا ہے اور انسان کو ہمیشہ مکانات کی تعمیر سقف و درو بام کی آرائش میں الجھائے رکھتا ہے۔

شیطان کے غلبے کا ایک راستہ لوگوں سے امیدیں رکھنا ہے۔ شیطان کا ایک راستہ ثابت قدمی کا انسان میں فقدان اور جلد بازی کی طرف اس کا میلان ہے

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ

جلد بازی شیطانی فعل ہے اور تحمل و بردباری اللہ کا عطیہ ہے۔ جلد بازی میں انسان کو شیطان ایسے طریقے سے برائی پر مائل کرتا ہے کہ انسان محسوس ہی نہیں کرتا ہے۔

ایک راستہ زر اور زمین کا ہے کیونکہ جو چیز انسان کی حاجت سے زائد ہو وہ شیطان کا مسکن بن جاتی ہے۔

ایک راستہ فقر و فاقہ کا ڈر اور بخیلی ہے کیونکہ یہ چیزیں انسان کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے روکتی ہیں اور اسے مال و دولت جمع کرنے اور عذاب الیم کی دعوت دیتی ہے۔

بخل کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ بخیل مال و دولت حاصل کرنے کے لئے بازاروں کے چکر لگاتا رہتا ہے جو کہ شیطان کی آماجگاہیں ہیں۔

ایک راستہ مذہب سے نفرت خواہشات کی پیروی اپنے مخالفین سے بغض وحسد اور انہیں حقارت سے دیکھنا ہے اور یہ چیز خواہ وہ عابد یا فاسق سب کو ہلاک کردیتی ہے۔

ایک راستہ مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کا ہے لہٰذا اس سے اور بدبختوں کی تہمتوں سے بچنا چاہئے اگر آپ کبھی کسی ایسے انسان کو دیکھیں جو لوگوں کے عیب ڈھونڈھتا ہے اور بدگمانیاں پھیلاتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص خود ہی بدباطن ہے اور یہ امر اس کی بدباطن کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔

لہٰذا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ شیطان کے داخلے کے ان تمام راستوں کو مسدود کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اپنے دل کو ایک محفوظ قلعہ بنالے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جنت میں رحم کرنے والا ہی داخل ہوگا صحابہ کرام نے کہا ہم سب رحم کرنے والے ہیں آپ نے فرمایا رحیم وہ نہیں جو اپنے آپ پر رحم کرے بلکہ رحیم وہ ہے جو اپنے آپ پر اور دوسروں پر رحم کرے۔

اپنے آپ پر رحم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خلوص دل سے عبادت کرکے گناہوں سے کنارہ کش ہو کر اور توبہ کرکے اپنے وجود کو اللہ کے عذاب سے بچائے دوسروں پر رحم یہ ہے کہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ دے۔

فرمان حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں اور وہ جانوروں پر رحم کرے ان سے ان کی طاقت کے مطابق کام لے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانوروں پر شفقت کرنے سے بھی ہمیں ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر ذی روح پر شفقت کا اجر ملتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہُ نے ارشاد فرمایا اس امیر کی کوئی عزت نہیں جس نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا اور نہ ہی اس بدبخت کا کوئی مقام ہے جس نے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا۔

فرمان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے میری امت کے لوگ جنت میں نماز روزوں کی کثرت سے نہیں بلکہ دلوں کی سلامتی، سخاوت اور مسلمانوں پر رحم کرنے کی بدولت داخل ہوں گے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا جو کسی

کو نہیں بخشتا اسے نہیں بخشا جاتا۔

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہُ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر مسلمانوں کے چار حقوق ہیں۔

اپنے محسن کی امداد کرو۔ گناہگار کے لئے مغفرت طلب کرو۔ مریض کی عیادت کرو اور توبہ کرنے والے کو دوست رکھو۔

حضرت ابو الدردا رضی اللہ عنہ بچوں سے چڑیاں خرید کر انھیں چھوڑ دیتے اور فرماتے جاؤ آزادی کی زندگی بسر کرو۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ رحمت شفقت اور محبت میں تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں جب جسم کا کوئی عضو تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے تو سارا جسم اس درد اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے آپ نے شیطان کو دیکھا ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے میں راکھ لئے چلا جا رہا تھا آپ نے پوچھا اے دشمن خدا! یہ شہد اور راکھ تیرے کس کام آتی ہے شیطان نے کہا شہد غیبت کرنے والوں کے ہونٹوں پر لگاتا ہوں تاکہ وہ اور آگے بڑھیں راکھ یتیموں کے چہروں پر ملتا ہوں تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب یتیم کو دکھ دیا جاتا ہے تو اس کے رونے سے اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ جاتا ہے اور رب ذوالجلال فرماتا ہے اے فرشتو! اس یتیم کو جس کا باپ منوں مٹی تلے دفن ہو چکا ہے کس نے رلایا ہے؟

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے یتیم کا لباس وطعام کی ذمہ داری لے لی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت کو واجب کر دیا۔

روضۃ العلماء میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانے سے پہلے میل دو دو میل کا چکر لگا کر مہمانوں کو تلاش کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رو پڑے پوچھا گیا آپ کیوں روئے؟ آپ نے فرمایا ایک ہفتہ ہوگیا میرے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا شاید اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش نہیں ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ جو کسی بھوکے کو فی سبیل اللہ کھانا کھلاتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے اور جس نے کسی بھوکے سے کھانا روک لیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص سے اپنا فضل و کرم روک لے گا اور اسے عذاب دے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے اپنے بعض بندوں کو مال و دولت سے مالا مال کر دیا تاکہ وہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے رہیں۔ جو شخص فائدہ پہنچانے میں پس و پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دولت کسی اور کو دے دیتا ہے۔

فرمان نبوی ہے سخاوت بہشت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں زمین پر جھکی ہوئی ہیں جس نے اس کی شاخ کو تھام لیا وہ اسے جنت میں لے جائے گی۔

حضرت مقدام بن شریح رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد اور اپنے جد سے روایت کرتے ہیں ان کے دادا نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت کا مکین بنا دے آپ نے فرمایا مغفرت کے اسباب میں سے کھانا کھلانا، سلام کرنا اور خوش اخلاقی ہے۔

زکوٰۃ اور بخل

فرمان الٰہی ہے

ان مشرکین کے لئے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں ادا کرتے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زکواۃ نہ دینے والوں کو مشرک کہا ہے۔

فرمان الٰہی ہے

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے لئے بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لئے مصیبت ہے عنقریب بخل کردہ مال سے قیامت کے دن ان کو طوق پہنائے جائیں گے۔

فرمان نبوی ہے

جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کی گردن میں جھول رہا ہوگا۔

فرمان نبوی ہے

بخل سے بچو! جس قوم میں بخل آجاتا ہے وہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے صلہ رحمی نہیں کرتے اور ناحق خوں ریزیاں کرتے ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بخل کے متعلق پوچھا گیا

آپ نے فرمایا بخل یہ ہے کہ انسان راہ خدا میں خرچ کرنے کو مال کا ضیاع اور مال جمع کرنے کو خوبی سمجھے بخل کی بنیاد اولاد اور مال کی محبت، فقر و فاقہ کا خوف اور طول امل ہے۔

حدیث شریف میں ہے

بعض آدمی ایسے ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ کی ادائیگی اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے ان کی محبت روپیہ جمع کرنے اور اسے سنبھال کر رکھنے میں ہوتی ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ انھیں ایک دن مرجانا ہے۔

حضرت بشر کا قول ہے کہ

بخیل کی ملاقات موجب ملال اور اسے دیکھنا دل کی تنگینی میں اضافہ کرتا ہے

عرب ایک دوسرے کو بخل اور بزدلی پر شرم دلایا کرتے تھے۔

بخیل کی ذلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ دوسرے کے لئے مال جمع کرتا ہے خرچ کرنے سے تکلیف محسوس کرتا ہے اور اس کی فراوانی سے لطف اندوز نہیں ہوتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں بخیل کا فیصلہ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اپنے بخل کی وجہ سے اپنے حق سے زیادہ لینے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا آدمی امانت دار نہیں ہوتا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا تجھے کون سا آدمی پسند اور کونسا آدمی ناپسند ہے۔ابلیس نے کہا مجھے مومن بخیل پسند ہے مگر گنہگار سخی پسند نہیں ہے آپ نے پوچھا وہ کیوں؟ ابلیس نے کہا اس لئے کہ بخیل کو تو اس کا بخل ہی لے ڈوبے گا مگر فاسق سخی کے متعلق مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس کی سخاوت کے باعث معاف نہ فرمادے پھر ابلیس جاتے ہوئے کہتا گیا کہ اگر آپ یحییٰ پیغمبر نہ ہوتے تو میں راز کی یہ باتیں کبھی نہ بتلاتا۔

لمبی لمبی امیدیں

فرمان نبوی ہے اس امت کی اولین نیکی زہد اور یقین کامل ہے اور اس کی ہلاکت کا آخری سبب بخل اور جھوٹی امیدیں ہیں۔

فرمان نبوی ہے کہ میں تم پر دو چیزوں کے تسلط سے ڈرتا ہوں لمبی لمبی امیدیں اور خواہشات کی پیروی بے شبہ طویل امیدیں آخرت کی یاد بھلا دیتی ہیں اور خواہشات کی پیروی حق وصداقت سے روک دیتی ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ میں تین شخصوں کے لئے تین چیزوں کا ضامن ہوں، دنیا میں ہمہ تن غرق، دنیا کے حریص اور بخیل کے لئے دائمی فقر، دائمی مشغولیت اور دائمی غم مقدر کیا گیا ہے۔

حضرت علی نے حضرت عمر سے کہا اگر تم اپنے دوست سے آرزوئے ملاقات رکھتے ہو تو پیوند لگا کپڑا پہنو پرانا جوتا استعمال کرو امیدیں کم کرو اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حمص والوں سے کہا تمھیں شرم نہیں آتی تم ایسے مکانات بناتے ہو جن میں تمھیں نہیں رہنا ہے۔

ایسی امیدیں رکھتے ہو جنھیں نہیں پاسکتے اور ایسا سامان جمع کرتے ہو جسے اپنے مصرف میں نہیں لاتے۔

تم سے پہلی امتوں نے عالیشان عمارتیں بنوائیں بہت مال و دولت جمع کیا اور طویل ترین امیدیں رکھیں مگر ان کی امیدیں فریب نکلیں اور ان کا جمع کردہ مال برباد اور ان کی عمارتیں قبریں بن گئیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو پانچ باتوں کی وصیت کی

اور فرمایا اپنی اولاد کو بھی یہی وصیت کرنا۔

- عارضی دنیا پر مطمئن نہ ہونا میں جاودانی جنت میں مطمئن تھا اللہ تعالیٰ مجھے وہاں سے نکال دیا۔
- عورتوں کی خواہشات پر کام نہ کرنا میں نے اپنی بیوی کی خواہش پر شجر ممنوعہ کھالیا اور شرمندگی اٹھائی۔
- ہر کام کرنے سے پہلے اس کا انجام سوچ لو اگر میں انجام سوچ لیتا تو جنت سے نہ نکالا جاتا۔
- جس کام سے تمھارا دل مطمئن نہ ہو اس کام کو نہ کرو کیونکہ جب میں نے شجر ممنوعہ کھایا تو میرا دل مطمئن نہیں تھا مگر میں اس کے کھانے سے باز نہ رہا۔
- کام کرنے سے پہلے مشورہ کرلیا کرو کیونکہ اگر میں فرشتوں سے مشورہ کرلیتا تو مجھے یہ تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔

مجاہد کا قول ہے۔

مجھ سے عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ صبح کو شام کی فکر نہ کرو اور شام کو دوسری صبح کی فکر نہ کرو موت سے پہلے زندگی کو۔ بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت سمجھو کیونکہ پتہ نہیں کل تمھارا کیا حال ہوگا۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے اور ایک بوڑھا پھاوڑے سے زمین کھود رہا تھا آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے اللہ اس سے زندگی کی امید چھین لے بوڑھے نے پھاوڑا رکھ دیا اور لیٹ گیا جب کچھ دیر گذر گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے اس کی امیدیں لوٹا دے بوڑھا کھڑا ہوگیا اور پھاوڑے سے زمین کھودنے لگا تو آپ نے اس کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا۔ کام کرتے ہوئے میرے دل میں خیال آیا کہ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں کب تک یہ کام کرتا رہوں گا لہٰذا میں نے پھاوڑہ رکھ دیا اور لیٹ گیا کچھ دیر بعد میرے دل میں خیال آیا تجھے زندگی گذارنے کے لئے ضرور کچھ نہ کچھ کرنا چاہیئے چنانچہ میں پھاوڑا سنبھال کر پھر کھڑا ہوگیا اور کام کرنے لگا۔

عبادت گذاری

طاعت کے معنی فرائض کی ادائیگی حرام چیزوں سے پرہیز اور حدود شرع پر کاربند ہونا ہے۔

طاعت کی حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا ہے وہ بندہ جو ان اوصاف سے خالی ہوتا ہے وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں پا سکتا ہے لہٰذا طاعت اس وقت تک صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ بندہ اللہ کی معرفت اور بے مثل و بے مثال قادر و خالق رب ذوالجلال کی تمام صفتوں پر ایمان نہیں لاتا ہے۔

ایک عارف سے باطنی علم کے متعلق پوچھا گیا انھوں نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے جسے وہ اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور کسی فرشتے اور انسان کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی ہے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا اگر انسان ایک دانے کے برابر اللہ تعالیٰ کی عظمت پر یقین حاصل کرے تو وہ ہوا پر اڑے اور پانی پر چلے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی معرفت کے ادراک پر انسان کے اقرار عاجزانہ کو ایمان قرار دیا اور عطا کردہ نعمتوں پر انسان کے شکر نہ کر سکنے کے اعتراف کو شکر قرار دیا ہے۔

جب معرفت خداوندی حاصل ہو جائے تو بندگی کا اقرار لازمی ہے اور جب ایمان دل میں جاگزیں ہو جائے تو رب تعالیٰ کی طاعت واجب ہو جاتی ہے۔

قرب خداوندی اور عبادت و اطاعت میں مومنوں کے مختلف درجات ہیں مگر ایمان میں سب برابر کے شریک ہیں جو مومن توکل اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی میں جتنا حصہ رکھتا ہے اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے۔

اخلاص یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال کے اجر کا طالب نہ ہو اس لئے کہ جو شخص ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے عبادت کرتا ہے اس کا اخلاص مکمل نہیں ہوتا ہے کیونکہ اس نے تو اپنی بھلائی کے لئے عبادت کی ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ برے کتے کی طرح نہ بنو جو ڈر کے مارے کام کرتا ہے نہ ہی برے مزدور کی طرح بنو جو اجرت کے بغیر کام ہی نہیں کرتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ اعمال پر اجر نہ دیتا تب بھی اس کے احسانات اور انعامات اتنے ہیں کہ ہم پر اس کی عبادت اور طاعت ضروری تھی چہ جائیکہ اس کا حکم بھی ہوا اور اجر کا وعدہ بھی ہوا۔

ترکِ حرام کے برکات

ہر انسان کو حرام چیزوں کی طرف نگاہ نہیں ڈالنی چاہئے کیونکہ نظر ایک ایسا تیر ہے جو خطا نہیں ہوتا اور یہ ایک زبردست قوت ہے۔

فرمانِ نبوی ہے نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جس نے خوفِ خدا کی وجہ سے اسے حرام سے بچا لی اللہ تعالیٰ اسے ایسا ایمان عطا کرے گا جس کی لذت وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کرے گا۔

حکماء کا قول ہے جس نے اپنی نگاہ کو آوارہ چھوڑ دیا اس نے بے انتہا شرمندگی اٹھائی یہ آزاد نگاہی انسان کو بے نقاب کر دیتی ہے اسے ذلیل وخوار کرتی ہے اور جہنم میں طویل مدت تک رہنے کو اس پر واجب کر دیتی ہے۔

اپنی نظر کی حفاظت کر اگر تو نے اسے آوارہ چھوڑ دیا تو برائیوں میں گھر جائے گا اور اگر تو نے اس پر قابو پا لیا تو تمام اعضائے بدن تیرے مطیع ہو جائیں گے۔

افلاطون سے پوچھا گیا کہ دل کے لئے زیادہ نقصان پہنچانے والی چیز کان ہے یا آنکھ؟ اس نے کہا یہ دونوں دل کے لئے پرندے کے دو پروں کی طرح ہیں وہ انھیں کی قوت سے اڑتا ہے جب ان میں سے کوئی پر ٹوٹ جاتا ہے تو وہ اڑنے میں بہت دشواری محسوس کرتا ہے۔

جناب محمد بن ضوء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ذی عقل کے لئے یہ سزا رکھ دی ہے کہ وہ ہر اس چیز کے دیکھنے پر مجبور ہوتا ہے جس سے وہ نفرت کرتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ آنکھیں شیطان کا جال ہیں آنکھ سریع الاثر عضو ہے اور بہت ہی جلد شکست کھا جاتا ہے جس کسی نے اپنے اعضائے بدن کو اللہ تعالیٰ

کی عبادت میں استعمال کیا اس کی امیدیں برآئیں اور جس نے اپنے اعضائے بدن کو خواہشات کے پیچھے لگا دیا اس کے اعمال باطل ہوگئے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے کہا ہے ایمان کی حقیقت رسولوں کی لائی ہوئی کتابوں کی تصدیق کو کہا جاتا ہے جو قرآن کی تصدیق کرتا ہے اس کے احکامات پر عمل کرتا ہے اسے جہنم سے نجات مل گئی۔

جو حرام کردہ چیزوں سے کنارہ کش ہوا وہ توبہ پر مائل ہوا جس نے رزق حلال کھایا وہ متقی بن گیا۔ جس نے فرائض کو انجام دیا اس کا اسلام مکمل ہوگیا۔

جس نے زبان کو راست گو بنایا وہ ہلاکت سے بچ گیا جس نے ظلم کو ناپسند کیا وہ قصاص سے بچ گیا جس نے سنن کو ادا کیا اس کے اعمال پاکیزہ ہوگئے اور جس نے خلوص سے اللہ کی عبادت کی اس کے اعمال مقبول ہوگئے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وصیت فرمائیے۔

آپ نے فرمایا پاکیزہ ہنر اختیار کر نیک عمل کر اللہ تعالیٰ سے ہر دن کا رزق طلب کرتا رہ اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر اور ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نیک اعمال پر نہ اترائے کیونکہ یہ اعمال کے لئے ایک عظیم ہلاکت ہے ایسا آدمی عمل کر کے اللہ تعالیٰ پر احسان دھرتا ہے حالانکہ اسے یہ علم نہیں ہوتا کہ اس کا عمل مقبول ہوا یا نہیں ایسے گناہ جن کے بعد ندامت اور پشیمانی ہو اس عبادت سے اچھے ہیں جس میں تکبر اور ریا شامل ہو۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا تین چیزیں مومن کی پرہیزگاری پر دلالت کرتی ہیں۔

نہ پانے کی صورت میں بہترین توکل پالینے کی صورت میں بہترین رضا اور ختم ہوجانے کی صورت میں بہترین صبر۔

ایک حکیم کا قول ہے کہ جس نے مصائب پر صبر کیا اس نے مقصود کو پالیا۔

صبر کے کئی اقسام ہیں

پابندی سے فرائض خداوندی کا ادا کرنا اور ان کے بہترین اوقات کا خیال رکھنا عبادت پر صبر، دوستوں اور ہمسایوں کی زیادتیوں پر صبر، مرض پر صبر، فقر پر صبر گناہوں ناجائز خواہشات، شیطانی وساوس اور اعضائے جسمانی کو غیر ضروری کاموں میں استعمال کرنے سے صبر وغیرہ۔

دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو بیوقوف ہی اسے جمع کرتا ہے بے علم ہی اس کے لئے جھگڑتا ہے ناسمجھ ہی اس کے لئے دشمنی اور حسد کرتا ہے اور بے یقین ہی اس کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ

جس کی سب سے بڑی تمنا حصول دنیا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسے کے دل پر چار چیزوں کو مسلط کر دیتا ہے دائمی غم، دائمی مشغولیت دائمی فقر اور کبھی نہ پوری ہونے والی آرزوئیں۔

روایت ہے کہ

جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تباہی کے لئے عمارتیں بناؤ اور موت کے لئے بچے پیدا کرو۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے

دنیا زمین و آسمان کے درمیان معلق ہے اسے اللہ تعالیٰ نے جب سے پیدا فرمایا ہے کبھی نظر رحمت سے نہیں دیکھا قیامت کے دن دنیا بارگاہ خداوندی میں عرض کرے گی مجھے اپنے دوستوں کے مقدر میں لکھ دے رب فرمائے گا میں دنیا میں اس ملاپ کو ناپسند کرتا تھا اور آج بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔

فرمان نبوی ہے

اپنے دلوں کو دنیا کی یاد میں نہ لگاؤ آپ نے دنیا کی یاد سے منع کر دیا ہے چہ جائیکہ انسان اپنی تمام تر توجہ اس پر مرکوز کر دے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو فرمایا نمک سے جو کی روٹی کھانا پھٹا پرانا کپڑا پہننا اور کوڑے کے ڈھیر پر سوجانا دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لئے بہت عمدہ ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا ہمیں ایک ایسی چیز بتلایئے جس کے سبب اللہ تعالیٰ ہمیں محبوب بنالے فرمایا تم دنیا سے عداوت رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب رکھے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا جس طرح دنیادار دنیا کی چاہت میں معمولی سے دین پر راضی ہیں تم بھی دین کی سلامتی کے لئے معمولی سی دنیا پر راضی ہو جاؤ۔

حضور ﷺ نے فرمایا میرے بعد تم پر دنیا آئے گی اور تمہارے ایمان کو ایسے کھا جائے گی جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ! دنیا کی محبت میں مشغول نہ ہونا میری بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں ہے۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے تم دنیا کی نعمتوں کو دیکھو وہ اپنی بڑائی کی وجہ سے ہمیشہ نالائقوں کے پاس ہی ہوتی ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اس میں سے کچھ نہ لو اگر تم نے کچھ لے لیا تو شیطان تلاش کرتا ہوا تم تک پہنچ جائے گا۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ طلب دنیا سے بچو میں نے سنا ہے جو شخص دنیا کی توقیر کرتا ہے قیامت کے دن اسے بارگاہ خداوندی میں کھڑا کر کے کہا جائے گا یہ اس چیز کی عزت کرتا تھا جسے اللہ نے ذلیل پیدا کیا تھا۔

حضرت مطرف بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ بادشاہوں کے عیش و نشاط اور نرم و نازک لباس کو نہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کہ وہ دنیا سے کتنی جلدی جا رہے ہیں اور کیسا برا ٹھکانا ان کو ملے گا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ زبردست جادوگر سے بچو جو علماء کے دلوں پر بھی جادو چلا لیتی ہے اور فرمایا گیا وہ جادوگر دنیا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دنیا کی محبت میں ڈوب کر بنی اسرائیل نے اللہ کی عبادت کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت شروع کی تھی۔

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دنیاوی خواہشات سے وہی رکتا ہے جس کے دل میں آخرت کی فکر ہوتی ہے۔

قناعت کی فضیلت

حضور ﷺ کا فرمان ہے دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے علم کا بھوکا اور دولت کا بھوکا۔

فرمان نبوی ہے کہ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں (رہتی ہے) حرص اور دولت کی محبت۔

چونکہ یہ خصلت انسان کو گمراہ کر دیتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے قناعت کی تعریف فرمائی ہے۔

چنانچہ فرمان نبوی ہے کہ اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو اسلام کے راستہ پر چلا اور زندگی کی معمولی گذران پر قناعت کر لی۔

فرمان نبوی ہے قیامت کے دن ہر امیر اور فقیر یہ تمنا کرے گا کہ اسے دنیا میں معمولی غذا میسر ہوتی۔

فرمان نبوی ہے کہ تونگری مال کی کثرت سے نہیں ہے بلکہ حقیقی مالدار دل کی بے پرواہی ہے۔ (تونگری بہ دل است نہ بہ مال)

فقیر کے لئے ضروری ہے کہ وہ قانع ہو مخلوقات سے امیدیں وابستہ نہ کرے ان کے اموال پر نگاہ نہ رکھے اور نہ ہی مال و دولت کے حصول میں حریص ہو یہ اس وقت ممکن ہے جب انسان بقدر ضرورت اپنے کھانے پینے پہننے اور رہائش کی چیزوں پر مطمئن ہو جائے اور ہر معمولی چیز پر اکتفا کرے اور اپنی امیدیں ایک دن یا ایک ماہ سے زیادہ طویل نہ کرے کیونکہ کثرت کی طلب اور طول امل سے قناعت کا مفہوم ختم ہو جاتا ہے اور انسان حرص اور لالچ میں مبتلا ہو جاتا ہے پھر یہی طمع اور لالچ اسے بداخلاقی اور برائیوں پر آمادہ کرتے ہیں جن سے انسان کی اچھی عادات تباہ ہو جاتی ہیں اور حرص و

طمع اس کی فطرت ثانیہ بن جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے فرمایا پرہیز گار بن۔ تو سب سے بڑا عابد ہو گا قناعت کر تو سب سے بڑا شکر گذار ہو گا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کر تو مومن ہو گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے طمع کا ترک، فقر اور لوگوں سے ناامیدی غناء ہے جو لوگوں کے مال و دولت سے ناامید رہتا ہے وہ سب سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

کسی دانا سے مالدار کے معنی پوچھے گئے تو اس نے جواب دیا کہ مختصر امیدیں اور معمولی گذران پر راضی ہونے کا نام غناء ہے۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھاتے اور کہتے جو اس پر قناعت کرے وہ کسی کا محتاج نہیں ہو گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے ہر دن ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے کہ اے انسان گمراہ کرنے والے بہت سے مال سے وہ معمولی مال بہتر ہے جو تجھے زندہ رہنے میں مدد دے۔

کسی دانا سے پوچھا گیا تیرا مال کیا ہے؟ اس نے کہا ظاہر میں پاکیزگی باطن میں نیکی اور لوگوں سے ناامیدی۔

کسی دانا سے پوچھا گیا کونسی چیز دانا کے لئے باعث خوشی اور دکھ دور کرنے کا سامان ہے؟ دانا نے جواب دیا کہ دانا کے لئے سب سے بڑی خوشی نیک عمل اور غم دور کرنے میں اس کا مددگار اللہ کی رضا پر راضی رہنا ہے۔

ایک دانا کا قول ہے

میں نے لوگوں میں سب سے غمزدہ حاسد کو سب سے زیادہ بہترین زندگی والا قناعت پسند کو سب سے زیادہ مصائب پر صبر کرنے والا لالچی کو، سب سے زیادہ خوش تارک دنیا کو اور سب سے زیادہ پشیمان حد سے تجاوز کرنے والا عالم کو پایا ہے۔

حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے امیدیں تیرے دل کا جال اور پیروں کی بیڑیاں ہیں دل سے امید نکال دے تیرے پاؤں بیڑیوں سے آزاد ہو جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ علماء کے علم حاصل کر لینے کے بعد کون سی چیز ان کے دلوں سے علم نکال لیتی ہے؟

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا لالچ، حرص اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا۔

کسی شخص نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے اس قول کی تشریح چاہی تو انھوں نے جواب دیا کہ انسان لالچ میں جب کسی چیز کو اپنا مطلوب و مقصود بنا لیتا ہے تو اس کا دین رخصت ہو جاتا ہے حرص یہ ہے کہ انسان کبھی اس چیز کی اور کبھی اس چیز کی طلب میں رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سب کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اور کبھی اس مقصد کے حصول کے لئے میرا سابقہ مختلف لوگوں سے پڑے گا۔ جب وہ تیری ضرورتیں پوری کریں گے تو تیری ناک میں نکیل ڈال کر جہاں چاہیں گے لے جائیں گے وہ تجھ سے اپنی عزت چاہیں گے اور تو رسوا ہو جائے گا اور اسی محبت دنیا کے باعث جب بھی تو ان کے سامنے سے گذرے گا تو انھیں سلام کرے گا اور جب وہ بیمار ہوں گے تو عیادت کو جائے گا اور یہ تیرے تمام افعال خدا کی رضا کے لئے نہیں ہوں گے تیرے لئے۔ بہت اچھا ہوتا اگر تو ان لوگوں کا محتاج نہ ہوتا۔

کس کو دوست بنائیں

کفار اور بدکار مسلمانوں سے باہم میل ملاپ نہ رکھنا چاہئے۔ کفار کے جن میل ملاپ سے منع کیا گیا ہے وہ ہے کفار کے کفر کو اچھا سمجھنا ان کے طریق کار کو خوب جاننا اور دوسروں کے سامنے ان کی تعریف کرنا اور گمراہی کے کاموں میں ان کا شریک کار بننا ہے۔ ہاں اگر ان کے مظالم کے سدباب اور نفع اندوزی کی وجہ سے ان سے میل ملاپ بڑھاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن میرا ضمیر یہ کہتا ہے کہ طلب معاش کے لئے ان سے میل ملاپ کی رخصت ہے مگر تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ان سے بالکل علٰحدگی کی جائے کیا اللہ تعالیٰ بندہ کی مشکلات میں اسے کافی نہیں ہے۔

حضرت امام نیشاپوری کا قول بالکل صحیح ہے کہ

آج کے دور میں تو خصوصی طور پر اس بات کی ضرورت ہے کہ ان سے تعلقات نہ رکھے جائیں کیونکہ نیکی کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا اس دھوکہ اور فریب کاری کے دور میں ناممکن ہے۔ اور جبکہ ان کا ظلم اس انداز پر آگیا ہے کہ ان سے باہم تعلق ہلاکت میں ڈال سکتا ہے تو تمھارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ان ظالموں اور سرکشوں سے زبردست محبت کرتا ہے ان کی شراب نوشی اور حرام کاری کی محافل میں شریک ہوتا ہے اور ان کے تقاضائے دوستی کو پورا کرتا ہے اور ان کے طرز معاشرت میں گھل مل جاتا ہے ان کا سا لباس پہن کر خوش ہوتا ہے اور ان کی ظاہری اور فانی رونق کو بہتر سمجھتا ہے اور ان کی معاشی خوشحالی پر رشک کرتا ہے حالانکہ اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو یہ سب چیزیں ایک دانہ سے بھی حقیر اور مچھر کے پر سے بھی زیادہ بے وقار ہیں چہ جائے کہ انسان دل کی گہرائیوں سے انہیں چاہنے لگے چاہنے والا اور جسے چاہا گیا ہے دونوں

بے وقار ہیں۔

فرمان نبوی ہے کہ جس نے کسی دولت مند کی اس کی دولت کی وجہ سے تعظیم کی اس کا دو حصّہ ایمان ضائع ہوگیا۔

فرمان نبوی ہے جب کسی فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتا ہے اور عرش الٰہی کانپ جاتا ہے۔فرمان نبوی ہے کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تم یہ دیکھو کہ تمھارا دوست کون ہے؟

مخلوق کے متعلق فیصلے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے کہا مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور مال ومنال نہ ہو۔

آپ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز و روزہ زکوٰۃ وغیرہ کا ثواب لئے ہوئے آئے گا مگر اس نے کسی کو گالی، کسی کی غیبت، کسی کو ناحق قتل، کسی پر ظلم اور کسی کا مال کھایا ہوگا اس کی تمام نیکیاں ان لوگوں پر تقسیم کردی جائیں گی جب اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اے انسان ذرا سوچ! اس دن تیری کیا حالت ہوگی تیرے پاس کوئی ایسی نیکی نہیں ہے جسے تو نے ریا اور شیطان کے وسوسوں سے پاک ہو کر کیا ہوگا اگر تو نے طویل مدت میں ایک خالص نیکی حاصل کرلی ہے تو وہ بھی قیامت میں تیرے دشمن لے جائیں گے شاید تو نے اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے دیکھا ہوگا کہ اگرچہ تو ساری رات عبادت میں اور تمام دن روزوں میں گذارتا ہے مگر تیری زبان مسلمانوں کی غیبت سے نہیں رکتی اور تیری نیکیاں برباد ہوجاتی ہیں۔

دیگر برائیاں جیسے حرام کی چیزیں کھانا مال مشکوک ہضم کرجانا اور مکمل طور پر عبادت الٰہی نہ کرسکنے کی کوتاہی سے تو کیسے عہدہ برآ ہوسکتا ہے جبکہ اس دن ہر بے سینگ والی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا۔

اے ناتواں انسان! اس وقت جبکہ تیرا نامۂ اعمال نیکیوں سے خالی ہوگا تو سخت دکھ میں مبتلا ہو کر کہے گا میری نیکیاں کہاں ہیں؟ اور تجھ سے کہا جائے گا وہ تیرے دشمنوں

کے نامۂ اعمال میں منتقل ہوگئیں ہیں اس وقت تو اپنے نامۂ اعمال کو برائیوں سے بھرا ہوا پائے گا جن سے بچنے کے لئے تو نے دنیا میں انتہائی کوشش کی تھی اور رنج وغم اٹھایا تھا۔ تب تو کہے گا اے اللہ میں نے تو یہ گناہ نہیں کئے تھے تو تجھے کہا جائے گا کہ یہ ان لوگوں کی برائیاں تیرے حصہ میں آئی ہیں جن کی تو نے غیبت کی ہے گالیاں دیں اور ان سے لین دین ہمسائیگی، گفتگو، مباحثوں اور دیگر معاملات میں تو نے بدسلوکی کی تھی۔

جو شخص گناہ اور لوگوں سے زیادتیاں کر کے تائب ہو چکا ہو اسے چاہئے کہ وہ نیکیوں میں دل لگائے اور ان کو یوم قیامت کے لئے ذخیرہ بنائے۔

مزید برآں مکمل اخلاص سے ایسی نیکیاں کرے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہ جانتا ہو ممکن ہے اسی کے طفیل اللہ تعالیٰ اسے اپنا مقرب بنالے اور ان محبوب مومنوں کی جماعت میں اسے شامل فرمالے جسے وہ باوجود زیادتیوں کے اپنے لطف وکرم سے بخش دے گا۔

مال، عزت اور وجاہت کی تمنا

فرمان نبوی ہے کہ

جیسے پانی سبزیاں اگاتا ہے اسی طرح مال اور عزت کی محبت انسان کے دل میں نفاق پیدا کرتے ہیں۔

فرمان نبوی ہے کہ

دو خطرناک بھیڑیئے بکریوں کے احاطہ میں گھس کر اتنا نقصان نہیں کرتے جتنے کسی مسلمان کے دین میں مال، عزت اور وجاہت کی تمنا نقصان کرتی ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ

زیادہ دولت مند ہلاک ہوگئے مگر جنھوں نے بندگان خدا پر بے اندازہ مال خرچ کیا اور ایسے لوگ کم ہیں۔ آپ سے پوچھا گیا آپ کی امت میں سب سے برے لوگ کون ہیں؟ فرمایا دولت مند۔

فرمان نبوی ہے کہ

عنقریب تمھارے بعد ایک قوم آنے والی ہے جو دنیا کی خوش رنگ نعمتیں کھائیں گے خوش قدم گھوڑوں پر سوار ہوں گے بہترین حسین وخوبرو عورتوں سے نکاح کریں گے بہترین رنگوں والے کپڑے پہنیں گے ان کے معمولی پیٹ کبھی نہیں بھریں گے ان کے دل کثیر دولت پر بھی قناعت نہیں کریں گے صبح وشام دنیا کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کریں گے اسے اپنا رب سمجھیں گے اسی کے کاموں میں لگن اور اسی کی پیروی میں گامزن رہیں گے۔

جو شخص ان لوگوں کے زمانہ کو پائے اسے محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی

وصیت ہے کہ وہ انہیں سلام نہ کرے بیماری میں ان کی عیادت نہ کرے ان کے جنازوں میں شامل نہ ہو اور ان کے سرداروں کی عزت نہ کرے اور جس شخص نے ایسا کیا اس نے اسلام کو مٹانے میں ان کا تعاون کیا۔

فرمان نبوی ہے کہ

دنیا، دنیاداروں کے لئے چھوڑ دو جس نے اپنی ضرورت سے زیادہ دنیا لے لی اس نے بےخبری میں اپنے لئے ہلاکت لے لی۔

فرمان نبوی ہے کہ

انسان میرا مال میرا مال کرتا ہے مگر تمھارے مال سے وہ ہے جو تو نے کھالیا اور وہ ختم ہوگیا اور جو نہیں لیا وہ پرانا ہوگیا جو راہ خدا میں خرچ کیا وہی باقی رہا۔

فرمان نبوی ہے کہ

انسان کے تین دوست ہیں ایک اس کی موت تک ساتھ رہتا ہے دوسرا قبر تک اور تیسرا قیامت تک ساتھ رہے گا موت کا ساتھی اس کا مال ہے قبر تک کا ساتھ دینے والا اس کا خاندان ہے اور قیامت تک ساتھ دینے والے اس کے اعمال ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ پانی پر چلتے ہیں اور ہم نہیں چل سکتے؟ آپ نے فرمایا تم مال و دولت کو کیسا سمجھتے ہو؟ وہ بولے اچھا سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا مگر میرے نزدیک مٹی کا ڈھیلا اور روپیہ برابر ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ

جائیداد نہ بناؤ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے۔ نیز فرمایا کہ جب انسان مرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس نے کیا بھیجا تھا اور انسان کہتے ہیں اس نے کیا کچھ چھوڑا ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس نے دولت کو عزت دی اللہ نے اسے ذلیل کیا کہتے ہیں جب روپیہ پیسہ بنتا ہے تو سب سے پہلے شیطان انہیں اٹھا کر ماتھے سے لگا کر چومتا ہے اور کہتا ہے جس شخص نے تم سے محبت کی وہ یقیناً میرا بندہ ہے۔

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ روپیہ پیسہ منافقوں کی ایسی مہاریں ہیں جو انہیں جہنم میں لے جاتے ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے

روپیہ پیسہ بچھو ہیں اگر تمھیں اس کے کاٹے کا منتر نہ آتا ہو تو اسے ہاتھ نہ لگاؤ اگر اس نے تجھے ڈنک مار دیا تو اس کا زہر تجھے ہلاک کر دے گا پوچھا گیا اس کا منتر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا حلال سے کمانا اور صحیح کام میں خرچ کر دینا۔

اطاعت خداوندی کی فضیلت

اطاعت خداوندی کے معنیٰ تمام نیکیوں کو پالینا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں لوگوں کو ایسی بات کی ترغیب دی ہے اور اسی لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا تاکہ لوگوں کو نفس کی تاریکیوں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کی روشنیوں میں لائیں اور وہ اس جنت سے نفع اندوز ہوں جو نیکوں کیلئے تیار کی گئی ہیں کہ اس جیسی جنت کسی آنکھ نے نہیں دیکھی کسی کان نے نہیں سنی اور کسی دل میں اس کا تصور بھی نہیں گذرا لوگوں کو فضول نہیں پیدا کیا گیا بلکہ اسلئے پیدا کیا گیا ہے کہ بروں کو ان کی برائی کی سزا ملے اور نیکوں کو ان کی نیکیوں کا اجر عطا ہو۔

اللہ تعالیٰ عبادت سے بے نیاز ہے لوگوں کی برائیاں نہ اسے نقصان پہونچاتی ہیں اور نہ ہی اس کے کمال میں کوئی نقص آتا ہے۔

اگر مخلوق اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرے تب بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے فرشتے ہیں جو صبح وشام رب کی حمد کرتے رہتے ہیں اور کبھی نہیں تھکتے۔

جس شخص نے نیکی کی اس نے اپنے لئے کی اور جس نے گناہ کیا اس کا عذاب اسی کی گردن پر ہوگا اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم فقیر ہو۔

حیران کن بات تو یہ ہے کہ ہم اگر کوئی غلام خریدتے ہیں تو اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت خدمت ماموره پوری تندہی سے سرانجام دیتا رہے ہمارا مطیع وفرمابردار رہے حالانکہ اسے معمولی قیمت سے خریدا گیا ہے اس کی ایک غلطی پر اسے دشمن سمجھ لیتے ہیں بے انتہا غصہ کرتے ہیں اس کا کھانا بند کر دیتے ہیں اسے آنکھوں سے دور کر دیتے ہیں یا پھر اسے بیچ دیتے ہیں لیکن ہم اس مالک حقیقی کی اطاعت نہیں کرتے ہیں جس

نے ہمیں بہترین صورت میں پیدا کیا۔

ہم بارش کے قطروں کے برابر گناہ کرتے ہیں مگر وہ اپنی نعمتیں ہم سے نہیں روکتا اپنی رحمت کی نصرت نہیں روکتا جس کے بغیر ہمارے لئے ایک قدم چلنا بھی مشکل ہو جائے اگر وہ چاہے تو ہمیں ایک گناہ کے بدلے پکڑنے پر قادر ہے مگر وہ ہمیں مہلت دیتا ہے تاکہ ہم توبہ کریں اور وہ توبہ قبول فرما کر ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے عیوب ڈھانپ لے۔

ہر عقلمند بخوبی جانتا ہے کہ اطاعت وفرماں برداری کے لائق کون ہے وہ اسی ذات کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسی کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈتا ہے جب اس سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہے اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا ہے اور اس کے انعامات کا شکر ادا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں شمار ہونے لگتا ہے جب اسے موت آتی ہے تو وہ دیدار الٰہی کا مشتاق اور رب بے نیاز اس سے ملاقات کا خواہشمند ہوتا ہے۔

شکرگذاری کی فضیلت

شکر کی فضیلت میں بہت سی آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں چنانچہ فرمان نبوی ہے کہ کھا کر شکر ادا کرنے والے صابر روزہ دار کی طرح ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کا ایسے پتھر سے گذر ہوا جو خود تو چھوٹا تھا مگر اس سے پانی بہت نکل رہا تھا اللہ تعالیٰ کے نبی کو تعجب ہوا اللہ تعالیٰ نے پتھر کو قوت گویائی عطا کر دی اور اس نے کہا جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے کہ:

انسان اور پتھر جہنم کے ایندھن ہوں گے۔

میں برابر اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو رہا ہوں۔

اللہ کے نبی نے اللہ سے دعا مانگی کہ اس پتھر کو جہنم کی آگ سے بچالے اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمالی کچھ مدت گذرنے کے بعد ان کا پھر اسی طرف جانا ہوا دیکھا تو پتھر برابر روئے جا رہا ہے انھوں نے پوچھا اب کیوں روئے جا رہا ہے؟ پتھر نے جواب دیا اس وقت خوف کی وجہ سے رو رہا تھا اور اب خوشی اور مسرت میں رو رہا ہوں۔

انسان کا دل بھی پتھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ سخت ہے اس کی سختی خوف اور شکر دونوں حالتوں میں گریہ وزاری کرنے سے ختم ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا کیسے ہو؟ اس نے کہا اچھا ہوں آپ نے پھر پوچھا تا آنکہ تیسری مرتبہ پوچھنے پر اس شخص نے کہا اچھا ہوں اللہ کی حمد اور شکر کرتا ہوں تب حضور ﷺ نے فرمایا میں یہی کچھ تم سے سننا چاہتا تھا۔

بزرگان سلف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ دوسروں سے پوچھا کرتے تھے کہ کیسے ہو؟ ان کی نیت یہ ہوتی تھی کہ لوگ جواب میں اللہ کا شکر کریں گے اور جواب دینے والا اور پوچھنے

والا دونوں کا شمار شکر گذاروں میں ہو جائے ان کی اس بات میں ریا کا قطعی دخل نہیں ہوتا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک وفد آیا تو ان میں سے ایک جوان کھڑا ہو کر آپ سے گفتگو کرنے کی تیاری کرنے لگا آپ نے فرمایا بڑوں کی عزت کرو یعنی بڑوں کو مجھ سے گفتگو کرنے دو۔

اس پر وہ جوان بولا اے امیر المومنین! اگر قیادت کا معیار عمر ہوتا تو مسلمانوں میں ایسے بوڑھوں کی کثیر تعداد موجود ہے جو آپ سے عمر میں بڑے ہیں آپ نے یہ سن کر فرمایا چلو بات کرو اس نے کہا ہم کچھ لینے نہیں آئے کیونکہ آپ کی مہربانیوں سے ہمیں بہت کچھ مل چکا ہے کسی سے خوف زدہ ہو کر نہیں آئے کیونکہ آپ کے عدل وانصاف نے ہمارے تمام خوف دور کر کے امن کی زندگی بخشی ہے ہم صرف اسلئے آئے ہیں کہ اپنی زبانوں سے آپ کا شکریہ ادا کریں اور واپس چلے جائیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ شکر نصف ایمان ہے۔

تکبر اور گھمنڈ کی برائی کے بیان میں

فرمان نبوی ہے جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عظمت اور کبریائی میری چادر میں ہیں جو ان میں سے کسی کا دعویٰ کرے گا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ آدمی اپنے نفس کی پیروی میں برابر بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے متکبرین میں لکھا جاتا ہے اور اسے انہیں کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک مرتبہ پرندوں، انسانوں، جنوں اور درندوں سے فرمایا کہ میری معیت میں چلو چنانچہ آپ دو لاکھ انسانوں اور دو لاکھ جنوں کے ساتھ تخت پر جلوہ فرما ہوئے اور اتنی بلندی تک جا پہنچے کہ وہاں سے فرشتوں کی تسبیحات کی آواز بآسانی سنی جارہی تھی پھر وہاں سے نیچے اترے یہاں تک کہ ان کے قدم سمندر کو چھونے لگے تو آپ نے آواز سنی اگر تمھارے کسی ساتھی کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا تو جتنی بلندی تک میں تم کو لے گیا ہوں اس سے بھی زیادہ گہرائی میں اسے دھنسا دوں گا۔

فرمان نبوی ہے کہ جنت اور جہنم نے باہم گفتگو کی جہنم بولا کہ میں نے سرکشوں اور تکبروں کو اپنے لئے پسند کیا ہے جنت نے کہا میرے اندر کمزور ضعیف اور درماندہ لوگ آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے میں جس بندے کو چاہوں گا

اسے تیرے سپرد کردونگا اور جہنم سے فرمایا تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہوں گا تیرے عذاب میں جھونک دونگا اور تم دونوں کو بھر دوں گا۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ بندہ بہت برا ہے جس نے تکبر کیا سرکشی اختیار کی اور قادر مطلق خدا کو بھول گیا وہ بندہ بہت برا ہے جس نے تکبر کیا اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھا اور بہت بڑے بلند و باعزت خدا کو بھول گیا وہ بندہ بہت برا ہے جو مقصود زندگی سے غافل ہوگیا اسے بھول گیا اور قبروں اور مصائب کو بھلا بیٹھا وہ بندہ بہت برا ہے جس نے بغاوت اور سرکشی کی اور اپنی ابتداء وانتہا کو بھول گیا۔

فرمان نبوی ہے کہ سنگدل اترا کر چلنے والا متکبر مال جمع کرنے والا اور کسی کو راہ خدا سے روکنے والا جہنمی ہے اور ہر مفلس ضعیف جنتی ہے۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرما کر کہا تو ہر متکبر پر حرام ہے۔

حضرت محمد بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ انسان کے دل میں جتنا تکبر داخل ہوتا ہے اتنا ہی اس کی عقل کم ہوجاتی ہے تکبر زیادہ ہو تو عقل بہت کم ہوتی ہے اور اگر تکبر تھوڑا ہو تو اسی کے حساب سے عقل کم ہوتی ہے۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے ممبر پر کھڑے ہو کر فرمایا شیطان کے کچھ جال ہیں ان جالوں میں سے یہ جال بھی ہیں اللہ کی نعمتوں پر اترانا اس کی عطاؤں پر فخر کرنا بندگان خدا سے تکبر کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدہ خواہشات کی اتباع کرنا۔

اے اللہ! اپنی منت اور احسان کے طفیل دنیا اور آخرت میں ہمیں عفو و عافیت عطا فرما آمین۔

غور وفکر کی زندگی

اللہ تعالیٰ نے غور وفکر کرنے والوں کی تعریف کی چنانچہ فرمان الٰہی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے اور پہلو کے بل لیٹے ہوئے اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی پیدائش میں غور وفکر کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے ان کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک لمحہ کا غور وفکر رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت فضیل کا قول ہے کہ غور وفکر ایک آئینہ ہے جو تجھے تیری نیکیاں اور برائیاں دکھاتا ہے۔

حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ بہت زیادہ غور وفکر کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ غور وفکر عقل کا مغز ہے۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آج روئے زمین پر آپ جیسا کوئی اور بھی ہے؟ آپ نے فرمایا جس کا بولنا ذکر الٰہی میں ہو جس کی خاموشی غور وفکر میں اور جس کی نگاہ نگاہ عبرت ہو وہ مجھ جیسا ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جس کی گفتگو حکیمانہ نہیں وہ لغو ہے جس کی خاموشی غور وفکر کی خاموشی نہیں ہے وہ بھول ہے اور جس کی نگاہ نگاہ عبرت نہیں ہے وہ بیہودہ ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جس شخص کا غور وفکر بڑھ جاتا ہے اسے علم عطا ہوتا ہے اور جسے علم عطا ہوتا ہے وہ عمل کرتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنا سب سے افضل عبادت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے ایک دن سہل بن علی رضی اللہ عنہ کو خاموش اور متفکر دیکھ کر پوچھا کہاں تک پہنچے ہو؟ وہ بولے کہ پلصراط کے متعلق غور وفکر کر رہا ہوں۔

حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں غور وفکر کریں تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا قول ہے کہ ایسی دو رکعتیں جو حضور قلب اور انتہائی غور وفکر سے پڑھی جائیں وہ ساری رات کی بے حضور قلب عبادت سے افضل ہیں۔

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے آنکھوں کو رونے کا اور دلوں کو غور وفکر کرنے کا عادی بناؤ۔

مزید فرمایا دنیا کے بارے میں غور وفکر آخرت کے لئے ایک پردہ ہے اور نیکوں کے لئے عذاب ہے لیکن آخرت کے متعلق غور وفکر علم کا وارث بناتا ہے اور دلوں کو زندہ کرتا ہے۔

حضرت حاتم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ عبرت حاصل کرنے سے علم بڑھتا ہے ذکر سے محبت بڑھتی ہے اور غور وفکر سے خوف خدا بڑھتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما کا قول ہے کہ نیکیوں میں غور وفکر نیکیوں کی ترغیب دیتا ہے اور گناہوں پر پشیمانی گناہ چھوڑنے پر آمادہ کرتی ہے۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ عقلمند ہمیشہ ذکر سے فکر کی جانب اور غور وفکر سے ذکر خدا کی جانب رجوع ہوتے ہیں یہاں تک کہ ان کے دل بولتے ہیں اور علم و حکمت کی باتیں کرتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ فضائل چار ہیں (۱) حکمت جس کا دارومدار

غور و فکر پر ہے (۲) پاکبازی جس کا دارومدار شہوت سے اجتناب ہے (۳) قوت جس کا دارومدار غصہ پر ہے (۴) عدل جس کا دارومدار قوائے نفسانی کے اعتدال پر ہے نیز فرمایا کہ گفتگو پر خاموشی سے اور حصولِ علم کے لئے غور و فکر کرنے سے امداد طلب کرو۔

ذکر خداوندی کی فضیلت

فرمان الٰہی ہے:

پس جب تم نماز پوری کر لو تو اللہ تعالیٰ کو قیام، قعود اور پہلو پر لیٹے یاد کرو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کو رات دن بحر و بر، سفر و حضر مالداری و مفلسی، مرض و صحت ظاہر و نہاں غرض ہر حالت میں یاد کیا کرو۔

فرمان نبوی ہے:

رب ذوالجلال فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ وا ہوتے ہیں تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

فرمان نبوی ہے کہ جو شخص جنت کے باغوں سے سیر ہونا چاہتا ہے وہ اللہ کو بہت یاد کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا جب تو مرے تو تیری زبان ذکر خدا سے شیریں ہو۔

فرمان نبوی ہے کہ صبح و شام یاد الٰہی، جہاد فی سبیل اللہ میں تلواریں توڑنے اور بے دریغ راہ خدا میں مال لٹانے سے بہتر ہے۔

فرمان نبوی ہے سات شخص ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے سایۂ رحمت میں اس دن جگہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا ان میں سے ایک وہ ہے جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور خوف خدا کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس شخص کو میرے ذکر نے

سوال کرنے سے روکے رکھا میں اسے بغیر مانگے سب سائلوں سے بہتر دوں گا۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب میں کسی شخص کے دل کو اپنی یاد میں سرگرم عمل دیکھتا ہوں تو میں اس کے جملہ امور کا متولی ہو جاتا ہوں اور میں اس کا ساتھی، اس کا ہم نشین اور ہم سخن بن جاتا ہوں۔

فرمان نبوی ہے نیک محفل مومن کے لئے دو لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں جو کہیں بیٹھے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے اور قیامت کے دن وہ حسرت سے دوچار نہ ہو۔

مسلمان کی حاجت روائی کی فضیلت

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی بھائی کی امداد اور فائدہ کے لئے قدم اٹھاتا ہے اسے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں جیسا ثواب ملتا ہے۔

فرمان نبوی ہے کہ جو کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشش کرتا ہے چاہے اس کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو اللہ تعالیٰ کوشش کرنے والے کے اگلے پچھلے سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کے لئے دو برائتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ جہنم سے رہائی اور منافقت سے برأت۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے انعامات ہیں جو ان لوگوں کے لئے مخصوص ہیں جو لوگوں کی حاجت روائی کرتے رہتے ہیں اور جب وہ یہ طریقہ چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ وہ انعامات دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جانتے ہو کہ شیر اپنی دھاڑ میں کیا کہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کہتا ہے کہ اے اللہ! مجھے کسی بھلائی کرنے والے پر مسلط نہ کرنا۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ حدیث مرفوع بیان کرتے ہیں کہ جب تم کسی ضرورت یا کام کا ارادہ کرو تو اسے جمعرات کے دن شروع کرو اور جب اپنے گھر سے نکلو تو سورہ آل عمران کا آخری حصہ آیت الکرسی سورہ القدر اور سورہ فاتحہ پڑھو کیونکہ ان میں دنیا اور آخرت کی بہت سی حاجتیں ہیں۔

چار عمدہ طریقے

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو وہ بندہ اپنے عیوب پر نگاہ ڈالتا ہے جس کی بصیرت کامل ہو جاتی ہے اس سے کوئی گناہ پوشیدہ نہیں رہتا ہے لہٰذا جوں ہی اپنے عیبوں پر مطلع ہوتا ہے اس کے لئے انکا علاج ممکن ہو جاتا ہے لیکن اکثر جاہل اپنے عیوب سے ناواقف ہوتے ہیں وہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا تو دیکھ لیتے ہیں مگر انھیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا جو شخص اپنے عیوب پر مطلع ہونا چاہے اس کے لئے چار طریقے ہیں۔

پہلا طریقہ:

ایسے شیخ کامل کی صحبت اختیار کرے جو اپنے عیوب کا آشنا ہو اور پوشیدہ نفسانی خواہشات کی خباثتوں سے کما حقہ واقف ہو وہ اسے اپنے نفس کا حاکم بنائے عبادت میں اس کے اشاروں پر چلے یہی کچھ مرید کو شیخ کے حکم پر اور شاگرد کو استاذ کے حکم پر کرنا چاہئے تاکہ اس کا شیخ اور استاذ اس کے باطنی عیوب اور انکے علاج کی تشخیص کر سکیں ہمارے زمانہ میں اس طریقے کی بہت عزت ہے۔

دوسرا طریقہ:

ایسے دوست کا ہم مجلس بنے جو صادق، صاحب بصیرت اور دیندار ہو آدمی اسے اپنے نفس کا نگہبان بنائے تاکہ وہ دوست اسکے احوال و افعال پر نظر رکھے اور ان میں سے جو عادت اور ظاہری و باطنی عیب نظر آئے وہ اسے اس پر تنبیہ کرے عقلمند اور اکابر علماء کا یہی طریقہ تھا۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس جوان پر رحم فرمائے جو مجھے میرے عیب پر مطلع کرے۔

جس کسی میں عقل وافر اور بلند شان ہوتی ہے وہ تکبر سے کنارہ کشی کر لیتا ہے اور اپنے نفس کی سرزنش سے غافل نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے بلند مراتب سے سرفراز ہوتا ہے۔

ایسے شخص کو دوست نہ رکھو جو چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے تمھارے عیوب نہ بتلائے اور ایک مقرر حد سے بڑھنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے تمھیں اپنے متعلق اندھیرے میں رکھے نیز ایسے لوگوں کو دوست بناؤ جو حاسد اور مطلب پرست ہوں تاکہ وہ تمھاری نیکیاں بھی عیبوں کی صورت میں دکھائیں اور تم ان سے سبق حاصل کرو اور ایسے چشم پوشی کرنے والے دوست سے بچو جو تمھاری برائیوں کو خوبیاں کہے۔

تیسرا طریقہ:

اپنے دشمنوں سے اپنے عیوب سنے کیونکہ دشمن کی آنکھ ہر عیب کو ظاہر کر دیتی ہے عقلمند انسان کینہ پرور دشمن سے اپنے عیوب سن کر ایسے چشم پوشی کرنے والے دوست سے زیادہ نفع حاصل کر سکتا ہے جو اس کی تعریف کرتا رہتا ہے اور اس کے عیب چھپاتا رہتا ہے مگر مصیبت یہ ہے کہ انسانی طبائع دشمن کی بات کو جھوٹ اور حسد پر مبنی خیال کرتی ہیں لیکن عقلمند دشمنوں کی باتوں سے بھی سبق سیکھتے ہیں اور اپنے عیوب کی تلاشی کرتے ہیں کہ آخر کوئی عیب تو ضرور ہے جو اس کے دشمنوں کی نگاہ میں ہے۔

چوتھا طریقہ:

لوگوں سے گھل مل جائے ان کا جو فعل اسے اچھا لگے اسے اپنائے اور جو فعل اسے برا لگے اس میں غور و فکر کرے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے اپنے عیوب دوسرے کے آئینے میں اپنے عیب تلاش کرے اور وہ جانتا ہے کہ نفسانی خواہش میں طبائع ایک دوسرے کے قریب ہیں جو چیز ایک زمانہ کے لوگوں میں ہوگی وہ دوسرے زمانے

کے لوگوں میں بھی ہوگی لہذا اسے اپنے نفس میں تلاش کرنا چاہئے اور اپنے نفس کو بری چیزوں سے پاک کرنا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ادب سکھانے کے لئے یہ گُر کافی ہے۔

اگر لوگ ان تمام چیزوں کو ترک کردیں جن کو وہ دوسروں سے مجبوب سمجھتے ہیں تو انھیں کسی دوسرے کو ادب سکھانے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا آپ کو ادب کس نے سکھلایا؟ آپ نے فرمایا مجھے کسی نے ادب نہیں سکھایا بلکہ میں نے جاہل کی جہالت کو برا سمجھتے ہوئے اس سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔

مذکورہ بالا تمام طریقے ان لوگوں کیلئے ہیں جسے شیخ کامل عقلمند صاحب بصیرت عیوب نفس پر انتہائی مشفقانہ طریقہ سے نصیحت کرنے والا دین کے معاملات کو سمجھانے والا اپنے نفس کی تکمیل اصلاح کرنے والا اور بندگان خدا کی اصلاح کا بیڑا اٹھانے والا رہبر نہ ملے جس نے ایسے شیخ کامل کو پالیا اس نے طبیب حاذق کو پالیا لہٰذا اسے اسکی صحبت لازم کرنی چاہئے کیونکہ یہی وہ شخصیت ہے جو اسے اسکی بیماری سے نجات دلائے گی اور اس مہلک مرض سے نجات دے گی جو اسے بتدریج ہلاکت کی طرف لے جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق خیر عطا کرے۔

نوٹ: اس کتاب میں جو کچھ بھی درج کیا گیا ہے وہ حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی علیہ الرحمۃ والرضوان کی کتاب "مکاشفۃ القلوب" وغیرہ سے ماخوذ و اقتباس کیا گیا ہے حوالے کے لئے اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔ فقط

العارض

۲۵ رجمادی الاول ۱۴۳۵ھ	محمد صابر القادری غُفرلہٗ
مطابق ۲۷ رمارچ ۲۰۱۴ء	رئیس الاساتذہ جامعہ عربیہ رحمانیہ رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی یوپی
بروز جمعرات	ساکن صوفی کالونی میواتی پورہ فیض آباد

سلام ببارگاہِ خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
شہر یارِ اِرم تاجدار حرم — نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بیحد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں — انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
جس کے تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑے — اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصنف کا مختصر تعارف

از: حضرت مولانا قاری نعیم الدین قادری
شیخ التجوید والقراءت جامعہ عربیہ حمایہ، گنج بارہ بنکی

نام : محمد صابر القادری

والد گرامی : غلام حسین چشتی مرحوم

جد امجد : عبد الرحمٰن صاحب مرحوم

وطن مالوف : بابو پوروہ، موضع کٹرہ شہباز پور، پوسٹ برگدی کوٹ ضلع گونڈہ، یوپی

مقیم حال : قادری منزل، مکان نمبر ۲۷/۱۱۱/۲ صوفی کالونی میواتی پور، شہر فیض آباد یوپی

ولادت : ۲ر نومبر ۱۹۶۰ء

تعلیم : حفظ وقرأت : دار العلوم یتیم خانہ صفویہ، کرنیل گنج ضلع گونڈہ۔
فضیلت وافتاء : دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف، سدھارتھ نگر۔
انٹرمیڈیٹ : مادھمک شکشا پریشد، الہ آباد بورڈ۔
منشی، مولوی، عالم، کامل، فاضل (دینیات، ادب، معقولات، طب)
یوپی مدرسہ تعلیمی بورڈ لکھنؤ
ادیب ماہر، ادیب کامل، معلم اردو، جامعہ اردو علی گڑھ
ایم اے اردو : مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی حیدر آباد۔

سن فراغت : ۱۹۸۳ء

بیعت : تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان۔

اجازت وخلافت : (۱) مخدوم ملت جانشین حضور فاتح بلگرام حضرت علامہ سید اویس مصطفیٰ صاحب قبلہ قادری واسطی، بلگرام شریف۔
(۲) نواسۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد جمال رضا خاں صاحب قبلہ بریلی شریف۔
(۳) فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ اوجھا گنج بستی۔
(۴) فخر سادات حضرت علامہ سید عتیق الرحمٰن صاحب علیہ الرحمہ آسنسول بنگال۔

مشغلہ : درس وتدریس، تصنیف وتالیف، دعوت وارشاد۔

تصنیفات : انوار ہدایت، ماہ محرم کی فضیلت، ماہ صفر کی فضیلت، ماہ رجب وشعبان کی فضیلت وغیرہ۔